PDF Compressor Free Version

مجموعۂ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

ایمانیات،
اخلاقیات اور معاملات

شائع کردہ

تنظیمِ اسلامی

دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ چوہنگ، لاہور 53800

فون: 78-35473375(042)

ای میل: markaz@tanzeem.org ویب سائٹ: www.tanzeem.org

فہرست

ایمانیات

ایمان کے بعض آثار وثمرات 6
ایمان میں خرابی ڈالنے والے اخلاق واعمال 11
وسوسے ایمان کے منافی نہیں اوران پر
مواخذہ بھی نہیں 15
ایمان واسلام کا خلاصہ اوراُس کا عطر.. 17
مرنے کے بعد، برزخ — احوالِ قیامت 20
برزخ کی کیفیت 20
احوال قیامت 23
قیامت میں حقوق العباد کا انصاف ... 27
روز قیامت مومنوں کی کیفیت 29
قیام اللیل کا انعام 30

اخلاقیات

کتاب المعاشرت 32
معاشرت ومعاملات کی خصوصی اہمیت 34
معاشرت 34
لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کی خصوصی اہمیت 36
نکاح اورشادی کی ذمہ داری 37
بوڑھے ماں باپ کی خدمت میں کوتاہی
کرنے والے کی بدبختی اورمحرومی 38
خدمت اورحسن سلوک کافرومشرک ماں
کا بھی حق ہے 39
بیوی پرسب سے بڑاحق اس کے شوہر کا ہے 44
ہر قسم کا سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے ... 45
بیویوں کے حقوق 46
پڑوسی کے بارے میں حضرت جبرائیلؑ
کی مسلسل وصیت اورتاکید 46
کمزوراورحاجت مندوں کے حقوق ... 48
آداب سلام 54
مجلس کے آداب 57
لیٹنے، سونے اوراٹھنے کے آداب..... 58
ظرافت ومزاح 59
جمائی لینے وچھینکنے کے آداب 61
کھانے پینے، لباس اوروضع قطع کے آداب 63
کھانے کے بعد صرف ہاتھ پونچھ لینا .. 66
ساتھ کھانے میں برکت ہے 67
ایک سانس میں پانی نہ پیا جائے 68
پینے کے برتن میں نہ سانس لیا جائے نہ
پھونکا جائے 68
کھڑے ہوکر پینے کی ممانعت 69
شراب پینے کی ممانعت 70
شراب کے حوالے سے دس آدمیوں پرلعنت 71
نشہ آور شے کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے 72
لباس کے احکام وآداب 73
سادگی اورخستہ حالی بھی ایک ایمانی رنگ ہے 75
لباس میں خاکساری اورتواضع پرانعام واکرام 76

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس 76
داڑھی مونچھ کے بالوں اور ظاہری ہیئت
سے متعلق ہدایات 79
ستر اور پردے کے بارے میں ہدایات 82
عورت کا ستر 84
مرد کا ستر 85
تنہائی میں بھی ستر کا چھپانا ضروری ہے 85
عورتیں گھروں تک محدود رہیں 87
بدنظری موجب لعنت ہے 88
دوسروں کے ستر کو مت دیکھو 88
نامحرم پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو پھیر لو . 90
بری خواہش کا علاج 91
نامحرم عورتوں سے تنہائی میں ملنے کی ممانعت 92

معاملات

کسب حلال کے لیے کوشش فرائض میں سے ہے 95
تجارت میں سچائی اور دیانت داری کا انعام 95
دستکاری، صنعت وحرفت اور محنت
مزدوری کی فضیلت 97
زراعت و باغبانی کا عظیم اجر وثواب ... 98
جائز مال ودولت بندۂ مومن کے لیے
اللہ کی نعمت ہے 99
مالی معاملات کی نزاکت واہمیت 100
حرام مال کی نحوست اور بدانجامی 101
مقامِ تقویٰ، مشتبہ سے بھی پرہیز ضروری ہے 106
دَین (قرض) 109
قرض کے معاملہ کی سنگینی 109
قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ تعالیٰ ادا
کرا ہی دے گا 113
قرض کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا طرزِ عمل 114
مقروض کو مہلت دینے کا اجر وثواب .. 115
رِبا (سود) 117
خرید وفروخت کے متعلق احکام وہدایات 129
پھلوں کی فصل تیاری سے پہلے نہ بیچی،
خریدی جائے 129
چند سالوں کے لیے باغوں کی فصل کا
ٹھیکہ نہ دیا جائے 130
جو چیز فی الحال اپنے پاس نہ ہو اس کی بیع
نہ کی جائے 131
اگر غلہ خریدا جائے تو اٹھا لینے سے پہلے
اس کو فروخت نہ کیا جائے 132
سخت ضرورت مند سے خرید وفروخت کی
ممانعت 132
مال کا عیب چھپا کر فروخت نہ کرو 133
کسی کی ناواقفی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ 134
نیلام کے طریقہ پر خرید وفروخت 137
ذخیرہ اندوزی کی ممانعت 139
قیمت پر کنٹرول کا مسئلہ 140

PDF Compressor Free Version

خرید وفروخت کا معاملہ فسخ کرنے کا اختیار 141
خیارِ عیب، یعنی عیب کی وجہ سے معاملہ فسخ
کرنے کا اختیار 143
بیع کا معاملہ مکمل ہو جانے کے بعد فسخ اور
واپسی 144
سوداگروں کو قسمیں کھانے کی ممانعت 145
تجارت کے دوران ہونے والی خطاؤں
کا کفارہ 145
تاجروں کے لیے لرزا دینے والی وعید . 146
مکان یا جائیداد کی فروخت کے بارے
میں ایک مشفقانہ ہدایت 146
شراکت داروں کو باہم دیانت داری کی
تاکید 147
خرید وفروخت میں کسی کو وکیل بنانا جائز
ہے 148
مزدوری کے بارے میں رہنمائی 149
بٹائی پر زمین دینا 150
استعمال کے لیے کوئی چیز مانگنا 151
کسی دوسرے کی چیز ناحق لے لینا ... 154
تحفہ دینا اور لینا 158
ہدیہ دلوں کی کدورت دور کر کے محبت
پیدا کرتا ہے ....
ہدیہ کا بدلہ دینا 159
محسنوں کا شکریہ اور ان کے لیے دعائے خیر 160
وہ چیزیں جن کا ہدیہ قبول ہی کرنا چاہیے 163
ہدیہ دے کر واپس لینا بڑی مکروہ بات ہے 164
کن لوگوں کو ہدیہ لینا منع ہے 165
نظامِ عدالت 166
عادل اور غیر عادل حاکم وقاضی 167
فیصلہ میں اجتہادی غلطی کا معاملہ 170
جنتی اور دوزخی قاضی وحاکم 170
رشوت لینے اور دینے والوں پر لعنت .. 171
حاکم اور قاضی بننا بڑی آزمائش ہے .. 172
حکومت کا طالب اللہ کی مدد ورہنمائی 174
سے محروم ہوتا ہے ....
قاضیوں کے لیے رہنما اصول اور ہدایات 175
دعوے کے لیے دلیل اور ثبوت ضروری ہے 178
جھوٹے دعوے اور جھوٹی قسم کا انجام جہنم 182
ہے ....
جھوٹی قسم کھانا شدید ترین گناہ کبیرہ ہے 185
کن لوگوں کی گواہی معتبر نہیں 186
دعائے استخارہ 188
نماز حاجت 190
مالی معاملات کے حوالہ سے باہمی لین 193
دین کے ضمن میں ایک اہم قرآنی ہدایت

PDF Compressor Free Version

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَاَكْمَلِ الْمُرْسَلِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے جو رحم و کرم اپنے بندوں پر فرمایا اور اپنی آخری ہدایت کا جو سرمایہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ تمام انسانیت کو عطا فرمایا وہ دو چیزوں پر مشتمل ہے۔ ایک قرآنِ مجید، جو لفظاً و معناً کلام اللہ ہے۔ دوسرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قولی و عملی ہدایات و تعلیمات پر مشتمل ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب اللہ کے معلم و شارع[۱] ہونے کی حیثیت سے امت کو دیے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بے حد و حساب رحمتیں ہوں جنہوں نے ان ارشادات کو محفوظ فرما کر بعد والوں کو پہنچایا اور پھر بعد والوں نے انھیں کتب میں محفوظ فرما کر ہمیشہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنا دیا۔ ان تعلیمات کو ہم حدیث و سنت کے عنوان سے جانتے ہیں۔

ان احادیث و سننِ[۲] رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے بعض حصوں کو جو انسان کے ایمان و اخلاق اور معاشرت[۳] و معاملات کے بعض آثار و ثمرات[۴] پر مشتمل ہیں، اس مجموعہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب کردہ کتبِ احادیث "معارف الحدیث" سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی تمام دینی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین! یہ مجموعہ اِس لیے مرتب کیا گیا ہے تاکہ رفقاء تنظیم اسلامی ان کی روشنی میں اپنا راستۂ رشد و ہدایت اختیار کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع[۵] کی سعادت حاصل کریں، کیونکہ قرآن مجید کی ہدایت ابدی کے مطابق:

(قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) (آل عمران:31)

(۱) شریعت لانے والا (۲) سنت کی جمع (۳) مل جل کر رہنا (۴) علامات و نتائج (۵) پیروی

"فرما دیجیے (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف فرما دے گا اور اللہ تو ہے ہی بخشنے والا رحم فرمانے والا!"

یہی صراطِ مستقیم ہے جو اللہ کی محبت اور رضامندی حاصل کرنے کا راستہ ہے اور یہی فوز و فلاح پانے کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو بھیجتا ہی اس لیے ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے جیسے فرمایا گیا:

(وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ)

(النساء:64)

"اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لیے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔"

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ))

"تم میں سے کوئی اس وقت تک صاحب ایمان نہ ہوگا جب تک کہ اس کی خواہش و رجحان اس (تعلیم و ہدایت) کا تابع نہ ہو جائے جس کو میں لایا ہوں۔"

حقیقت یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات و تعلیمات اگر محفوظ نہ ہوتیں تو کتنا مشکل ہوتا امتِ مسلمہ کے لیے کہ وہ سیدھی راہ کی رہنمائی حاصل کرتی۔

ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں توفیق دی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ فرمودات کو آپ تک پہنچانے کا اہتمام کر رہے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو نفع پہنچائے اور ہمارے لیے اسے مستقل صدقۂ جاریہ کے طور پر قبول فرمائے۔ آمین!

(رحمت اللہ بٹر رحمۃ اللہ علیہ)

(سابق) ناظمِ دعوت تنظیمِ اسلامی پاکستان

PDF Compressor Free Version

ایمانیات

ایمان کے بعض آثار وثمرات

✪ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ: ((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ)) (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔"

تشریح: ایمان کے اصل مقام تک پہنچنے اور اُس کی خاص برکات حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ آدمی خود غرضی سے پاک ہو اور اُس کے دل میں اپنے دوسرے بھائیوں کے لیے ایسی خیر خواہی ہو کہ جو نعمت، بھلائی اور بہتری وہ اپنے لیے چاہے، وہی دوسرے بھائیوں کے لیے بھی چاہے۔ جو بات اور جو حال وہ اپنے لیے پسند نہ کرے، اُس کو کسی دوسرے کے لیے بھی پسند نہ کرے۔ اِس کیفیت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ شارحین نے لکھا ہے کہ اِس حدیث میں اور اِس جیسی دیگر احادیث میں ایمان کی قطعی نفی مراد نہیں ہے، بلکہ کمال کی نفی مقصود ہے۔ تربیت ونصیحت جو اِن احادیث کا مقصود ہے، اُس کے لیے یہی طرزِ بیان مناسب اور بہتر ہے۔

✪ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ سَأَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عَنْ اَفْضَلِ الْاِیْمَانِ قَالَ: ((اَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ وَ تُبْغِضَ لِلّٰہِ وَ تُعْمِلَ لِسَانَكَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ)) قَالَ وَمَا ذَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ: ((وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَکْرَہَ لَھُمْ مَا تَکْرَہُ لِنَفْسِكَ))

(رواہ احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا (یعنی پوچھا کہ ایمان کا افضل درجہ کیا ہے؟ اور وہ کون سے اعمال واخلاق ہیں جن کے ذریعے اُس کو حاصل کیا جا سکتا ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بس اللہ ہی کے لیے کسی سے تمہاری محبت ہو اور اللہ ہی کے واسطے بغض وعداوت ہو اور دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو تم اللہ کی یاد میں لگائے رکھو۔" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! "اور یہ کہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور اُن کے لیے بھی اُن چیزوں کو ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔"

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اِس ارشاد میں افضل ایمان کے حصول کے لیے تین باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی بات یہ کہ اللہ ہی کے لیے دوستی اور دشمنی، دوسری بات زبان کا یادِ الٰہی میں مشغول رکھنا اور تیسرے یہ کہ بندگانِ خدا کی ایسی خیر خواہی چاہنا کہ جو اپنے لیے پسند ہو وہ سب کے لیے پسند کرنا اور جو اپنے لیے ناپسند ہو وہ کسی اور کے لیے بھی پسند نہ کرنا۔

✪ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَنَّہٗ قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ ہی کے لیے کسی سے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کی اور اللہ ہی کے لیے دیا اور اللہ ہی کے واسطے منع کیا اور نہ دیا تو اُس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔"

تشریح: یہ حدیثِ پاک ایک ایسے بندے کا حال بیان کر رہی ہے جس کے تعلق مع اللہ

PDF Compressor Free Version

اورعبدیتِ کاملہ کی یہ کیفیت ہے کہ اُس نے اپنی تمام حرکات وسکنات اور اپنے جذبات کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع[1] کر دیا ہے۔ وہ جس سے تعلق جوڑتا ہے اللہ ہی کی رضا کے لیے جوڑتا ہے اور جس سے توڑتا ہے اللہ ہی کے لیے توڑتا ہے۔ جس کو دیتا ہے اللہ ہی کے لیے دیتا ہے اور جس کو دینے سے ہاتھ روکتا ہے صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لیے روکتا ہے۔ اُس کے قلبی رجحانات اور جذبات مثلاً محبت اور عداوت[2] اور اُس کے ظاہری افعال وحرکات، مثلاً کسی کو کچھ دینا یا نہ دینا، یہ سب اللہ ہی کے لیے ہیں۔ یہ وہ بندہ ہے جس نے ایمان میں درجۂ کمال حاصل کرلیا۔

✪ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((مَا مِنْ نَّبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ تَعَالٰى فِيْ اُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَ اَصْحَابٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَّقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ لَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ)) (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ نے جو پیغمبر بھی مجھ سے پہلے کسی امت میں بھیجے تو اُن کے کچھ لائق حواری اور اصحاب ہوتے تھے جو اُن کے طریقے پر چلتے اور اُن کے حکم کی پیروی کرتے تھے۔ پھر ایسا ہوتا تھا کہ لائق ساتھیوں کے بعد نالائق لوگ اُن کے جانشین ہوتے تھے جو کہتے ایسی بات تھے جو خود نہیں کرتے تھے اور کرتے وہ کام تھے جن کا اُنہیں حکم ہی نہیں دیا گیا تھا۔ تو جس نے اُن کے خلاف اپنے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے (بامرِ

(۱)ماتحت (۲)دشمنی

مجبوری) اُن کے خلاف زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے (بامرِ مجبوری) اُن کے خلاف دل سے جہاد کیا تو وہ مومن ہے، لیکن اِس کے بغیر تو رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔"

تشریح : اِس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انبیاء کرام علیہم السلام کے نیک ساتھیوں کے ذکر کے بعد اُن کے ناخلف جانشینوں کے کردار کو بے نقاب[1] کیا گیا ہے۔ یہ ناخلف[2] لوگ اپنے تقدس کے اظہار کے لیے پارسائی[3] کے دعوے کرتے ہیں لیکن عمل کے میدان میں خالی ہوتے ہیں۔ دوسروں کو تو اعمالِ خیر کی دعوت دیتے ہیں لیکن خود بے عمل ہوتے ہیں۔ عمل کے اعتبار سے اُن بدعات میں ملوث[4] ہوتے ہیں جن کا حکم ہی نہیں دیا گیا۔ یہی آج ہمارے معاشرے کا حال ہے۔ فرائض سے غفلت ہے اور منکرات میں سرگرمی ہے۔ رسومات اور تہواروں میں بدعات کی بھرمار ہے۔ اِن حالات میں اللہ کے وہی بندے مومن ہیں جو حسبِ استطاعت اِن ناخلفوں کے خلاف ہاتھ یا زبان یا دل سے جہاد کریں۔ ہاتھ اور زبان سے جہاد یہ ہے کہ اُن کو درست کرنے اور صحیح راستے پر لانے کی کوشش کی جائے۔ دل سے جہاد یہ ہے کہ دل میں اُن کے کردار سے نفرت ہو اور وہ اُن کے خلاف غیظ وغضب سے بھرا ہوا ہو۔ جو شخص اپنے دل میں بھی اِس جہاد کا جذبہ نہ رکھتا ہو، اُس کا دل ایمان کی حرارت اور اُس کے سوز[5] سے گویا بالکل ہی خالی ہے۔

✪ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، فرماتے تھے: "جو کوئی تم میں سے کسی بُرائی کو دیکھے تو لازم ہے

(۱)ظاہر (۲)نالائق (۳)پرہیزگاری (۴)شریک (۵)دردناک لہجہ

PDF Compressor Free Version

کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے (یعنی قوت سے) اُس کو بدلنے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے اور اگر اِس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان ہی سے اُس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اِس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی میں اُسے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

تشریح: اِس حدیثِ مبارکہ میں ہر بُرائی اور شرارت کو روکنے اور اُس کو بدل ڈالنے کی بقدرِ استطاعت[1] سعی و کوشش کا حکم دیا گیا ہے۔ اِس کوشش کے تین درجے بتائے گئے ہیں۔ پہلا یہ کہ اگر طاقت اور اقتدار حاصل ہو اور اُس کے ذریعہ اُس برائی کو روکا جا سکتا ہو تو طاقت استعمال کر کے اُس کو روکا جائے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر طاقت و اقتدار اپنے ہاتھ میں نہیں ہے تو زبانی افہام و تفہیم[2] اور پند و نصیحت ہی سے اُس کو روکنے کی اور اصلاح کی کوشش کی جائے۔ آخری درجہ یہ ہے کہ اگر حالات ایسے ناموافق[3] ہیں اور اہلِ دین اِس قدر کمزور ہیں کہ اُس برائی کے خلاف زبان کھولنے کی بھی گنجائش نہیں ہے تو کم از کم دل سے اس کو بُرا سمجھا جائے۔ اُسے مٹانے اور بدل ڈالنے کا جذبہ دل میں رکھا جائے۔ اِس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے، مدد مانگی جائے اور تدبیریں سوچی جائیں۔

برائی سے روکنے کے آخری درجے کو حدیث میں ایمان کا کمزور درجہ قرار دیا گیا ہے۔ گویا غیرت دلائی گئی کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہ بیٹھے رہو۔ ہمت پیدا کرو اور زبان سے برائی کے خلاف آواز اُٹھاؤ۔ اِس سے آگے بڑھ کر وہ قوت حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ بُرائی کو ہاتھ سے مٹا سکو۔

اِس حدیث کی رُو سے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جس برائی کو وہ اپنی قوت سے روک سکتا ہے، روک دے۔ جس کے خلاف آواز اُٹھا سکتا ہے، تو آواز اٹھائے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم دل میں اُس کے خلاف نفرت کو پکا تا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اُس کو

(۱) ہمت کے مطابق (۲) سمجھنا سمجھانا (۳) ناگوار

مٹانے کے لیے مدد و نصرت کی دعائیں کرتا رہے۔

✪ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا نَبِیُّنَا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلَّا قَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ: ((لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ)) (رواہ البیھقی فی السنن الکبریٰ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا ہو اور اُس میں یہ نہ ارشاد فرمایا ہو کہ: "جس میں امانت کی پاسداری نہیں اُس میں ایمان نہیں اور جس میں عہد کی پابندی نہیں اُس میں دین نہیں۔"

تشریح: یہ حدیثِ مبارکہ خبردار کر رہی ہے کہ امانت داری اور عہد کی پابندی سے کسی آدمی کا خالی ہونا دین و ایمان کی حقیقت سے اُس کی محرومی اور بے نصیبی کی دلیل ہے۔ امانت داری اور ایفاءِ عہد ایمان و اسلام کے لوازم[1] میں سے ہیں۔ اِس طرح کے مضامین کی حدیثوں کا مقصد اور منشا یہ نہیں ہوتا کہ ایسا شخص اسلام کے دائرے سے بالکل نکل گیا اور اب اُس پر بجائے اسلام کے کفر کے احکام جاری ہوں گے۔ اِن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص ایمان کی اصل حقیقت اور اُس کے نور سے محروم ہے۔ اُس کا ایمان بہت ہی ناقص درجے کا اور بے جان ہے۔

ایمان میں خرابی ڈالنے والے اخلاق و اعمال

✪ عَنْ بَھْزِبْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعَسَلَ)) (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

بہز بن حکیم اپنے والد حکیم کے واسطے سے اپنے دادا معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "غصہ ایمان کو اِسی طرح خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو۔"

(۱) لازمی امور

PDF Compressor Free Version

تشریح: غصہ ایمان سوز[1] کیفیت ہے۔ جب یہ آدمی پر سوار ہوتا ہے تو وہ اللہ کی طے کردہ حدود سے تجاوز[2] کر جاتا ہے۔ اُس کی زبان سے وہ باتیں نکلتی ہیں اور وہ ایسی حرکات کا ارتکاب کرتا ہے جن سے اُس کا ایمان خراب اور دین برباد ہو جاتا ہے۔ اب وہ اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے اور اُس کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

✪ عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْ لَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ مَّشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِّيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ)) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت اوس بن شُرَحبِیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: "جو شخص کسی ظالم کی مدد کے لیے اور اُس کا ساتھ دینے کے لیے چلا اور اُس کو اِس بات کا علم تھا کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔"

تشریح: ظلم کا ساتھ دینا اور ظالم کو ظالم جانتے ہوئے اُس کی مدد کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کو اسلام سے نکل جانے والا قرار دیا ہے۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خود ظلم کرنا ایمان و اسلام کے کس قدر منافی[3] ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ظالموں کا کیا درجہ ہے۔

✪ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللِّعَانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْءِ))

(رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ فحش گو[4] اور بدکلام ہوتا ہے۔"

(۱) خلاف ایمان (۲) حد سے گزرنا (۳) خلاف (۴) بے حیائی کی باتیں کرنے والا

تشریح: دوسروں کے خلاف زبان درازی، فحش گوئی، بدکلامی اور اِسی طرح کی دیگر اخلاقی برائیاں ایمان کے منافی ہیں اور ایک مسلمان کو اِن سے پاک ہونا چاہئے۔

✪ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا فَقَالَ: ((لَا)) (رواہ مالک)

حضرت صفوان بن سُلَیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہاں! (مسلمان میں یہ کمزوری ہو سکتی ہے)"۔ پھر عرض کیا گیا کیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہاں! (مسلمان میں یہ کمزوری بھی ہو سکتی ہے)"۔ پھر عرض کیا گیا: کیا مسلمان بہت جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "نہیں! (یعنی ایمان کے ساتھ بے باکانہ جھوٹ کی ناپاک عادت جمع نہیں ہو سکتی)۔

تشریح: بخل اور بزدلی اگرچہ بُری عادتیں ہیں، لیکن یہ دونوں انسان کی کچھ ایسی بشری کمزوریاں ہیں کہ یہ ایک مسلمان میں بھی ہو سکتی ہیں۔ البتہ جھوٹ کی عادت میں اور ایمان میں ایسی دُوری اور منافرت ہے کہ یہ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

✪ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

(رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

PDF Compressor Free Version

"نہیں زنا کرتا کوئی زنا کار جس وقت وہ زنا کرتا ہے اور وہ اُس وقت مومن ہو اور نہیں شراب پیتا کوئی شرابی جبکہ وہ شراب پیتا ہے اور وہ اُس وقت مومن ہو اور نہیں چوری کرتا کوئی چور جبکہ وہ چوری کرتا ہے اور وہ اُس وقت مومن ہو اور نہیں لوٹتا لوٹ کا کوئی مال کہ لوگ اُس کی طرف آنکھیں اٹھا اٹھا کر اُس کی لوٹ مار کو دیکھتے ہوں جبکہ وہ لوٹتا ہے اور وہ اس وقت مومن ہو۔"

تشریح: زنا، چوری، شراب نوشی، لوٹ مار اور بعض دیگر روایات کے مطابق خیانت اور قتلِ ناحق ایسی خبیث حرکتیں ہیں جو ایمان کے قطعاً منافی ہیں۔ جس وقت کوئی شخص یہ حرکتیں کرتا ہے اُس وقت اُس کا دل ایمان کے نور سے محروم ہوتا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک شخص کو یقین ہو کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور پھر وہ ایسے خبیث جرائم کا ارتکاب کرے۔

ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ کچھ احادیث ایسی ہیں جن میں بعض بداعمالیوں کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اِن کا مرتکب شخص مومن نہیں یا اُس میں ایمان نہیں۔ اِسی طرح وہ حدیثیں بھی ہیں جن میں بعض اعمالِ صالحہ کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اِن کا تارک ہو وہ ایمان سے خالی ہے یا مومن نہیں ہے۔ ایسی احادیث پڑھتے ہوئے ایک اصولی بات ملحوظ رکھنی چاہئے۔ اِن احادیث کا مقصد و منشأ یہ نہیں ہوتا کہ وہ شخص دائرۂ اسلام سے بالکل نکل گیا ہے۔ اب اُس پر اسلام کے بجائے کفر کے احکام جاری ہوں گے۔ آخرت میں اُس کے ساتھ پکے کافروں والا معاملہ ہوگا۔ اِن کا مدعا صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص اُس حقیقی ایمان سے محروم اور بے نصیب ہے جو ایک مسلمان کی اصلی شان ہے اور جو اللہ کو محبوب ہے۔ ایمان دل کی جس خاص کیفیت کا نام ہے وہ اگر جاندار اور بیدار ہو، اور دل اُس کے نور سے منور ہو تو ہرگز آدمی سے ایسا کوئی کام نہیں ہو سکتا جو اللہ کو ناراض کر دے۔ ایسے ناپاک گناہوں کے لیے آدمی کا قدم اُسی وقت اٹھتا ہے جبکہ دل

میں ایمان کی شمع روشن نہ ہو، اور وہ خاص ایمانی کیفیت غائب ہوگئی ہو، یا کسی وجہ سے بے جان اور مضمحل ہوگئی ہو جو آدمی کو گناہوں سے بچانے والی طاقت ہے۔ پس اِن احادیث کو "کفر کے فتوے" اور فقہ کے "قانونی فیصلے" سمجھنا اور اِس بنیاد پر اِن گناہوں کے مرتکبین[1] کو ملتِ اسلام سے خارج قرار دینا، جیسا کہ خوارج نے کیا تھا، اِن احادیث کے اصل مقصد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ کلام کی خصوصیات سے ناواقفیت اور ناآشنائی کا نتیجہ ہے۔

وسوسے ایمان کے منافی نہیں اور اُن پر مواخذہ بھی نہیں

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَسَأَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَايَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ؟ قَالَ: ((وَقَدْ وَجَدْتُّمُوْهُ؟)) قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ((ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ))

(رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا حال یہ ہے کہ بعض اوقات ہم اپنے دلوں میں ایسے بُرے خیالات اور وسوسے پاتے ہیں کہ اُن کو زبان سے کہنا بھی بہت بُرا اور بہت بھاری معلوم ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا واقعی تمہاری یہ حالت ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا: ہاں! یہی حال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ تو خالص ایمان ہے۔"

تشریح: نفس اور شیطان وساوس کے ذریعہ انسان کو گمراہ اور بدچلن کرنے کی کوشش کرتے ہی رہتے ہیں۔ جو انسان دین و شریعت کے خلاف وساوس سے گھبرائے اور اُن کو زبان سے کہنا انتہائی بُرا سمجھے تو اُس کی یہ حالت خالص ایمانی کیفیت ہے۔

(۱) قصوروار

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے کہ (جب ہر چیز کا کوئی پیدا کرنے والا ہے تو پھر) اللہ کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ پس سوال کا سلسلہ جب یہاں تک پہنچے تو چاہئے کہ بندہ اللہ سے پناہ مانگے اور رک جائے۔“

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ؟ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللهِ))

(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں میں ہمیشہ فضول سوالات اور چون و چرا کا سلسلہ جاری رہے گا، یہاں تک کہ یہ احمقانہ سوال بھی کیا جائے گا کہ اللہ نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے تو پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے۔؟ پس جس کو اِس سے سابقہ پڑے وہ یہ کہہ کر بات ختم کردے کہ اللہ پر تو میرا ایمان ہے۔“

تشریح: اِن ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رہنمائی دی گئی کہ جب شیطان کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کے متعلق جاہلانہ اور احمقانہ[1] سوال ڈالے تو اُس کا سیدھا اور آسان علاج یہ ہے کہ بندہ شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔ خیال کو اُس سوال کی طرف سے پھیر

(۱) بیوقوفوں کا سا

لے اور صاف کہہ دے کہ مجھے اللہ پر ایمان کی روشنی نصیب ہو چکی ہے، لہٰذا میرے لیے یہ سوال قابلِ توجہ اور لائقِ غور ہے ہی نہیں۔ جس طرح کسی آنکھوں والے کے لیے یہ سوال لائقِ غور نہیں کہ سورج میں روشنی ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کا وجود اُس کی ذاتی صفت ہے اور وہ تمام موجودات کو وجود بخشنے والا ہے، لہٰذا اُس کے خالق کے متعلق سوال احمقانہ، گمراہ کن اور شیطان کا پیدا کردہ وسوسہ ہے۔

ایمان و اسلام کا خلاصہ اور اُس کا عطر

✪ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قُلْ لِیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْأَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ: ((قُلْ اٰمَنْتُ بِاللهِ فَاسْتَقِمْ)) (رواہ مسلم)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسلام کے بارے میں مجھے کوئی ایسی جامع[1] اور شافی[2] بات بتائیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پھر میں کسی سے اس بارے میں کچھ نہ پوچھوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کہو میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر پوری طرح اور ٹھیک ٹھیک اس پر قائم رہو۔“

تشریح: اِس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں انسان کی بخشش کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا الٰہ اور رب مان لے اور پھر اِس ایمان اور عبدیت کے تقاضوں کے مطابق ٹھیک ٹھیک چلنا اپنی زندگی کا دستور بنالے۔ یہ حدیثِ مبارکہ ”جوامع الکلم“ میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کے اِن دو لفظوں میں پورے اسلام کا خلاصہ آ گیا ہے۔ اللہ کو رب مان کر اُس پر استقامت ہی اسلام کی غرض و غایت بلکہ اُس کی روح ہے۔ تمام اوامر و نواہی اور جملہ احکامِ شریعت کے صحیح مکمل اور دائمی اتباع کا نام استقامت ہے۔ بندوں کے لیے اس سے آگے کوئی مقام نہیں۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

(۱) مکمل (۲) فیصلہ کن، قطعی

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٣﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ (الاحقاف:13 تا 14)

”بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے (اور ہم اسی کے بندے ہیں) اور پھر وہ اس پر مستقیم رہے تو انھیں کوئی خوف وخطر نہیں اور نہ اُن کو رنج وغم ہوگا۔ وہ سب جنتی ہیں، اپنے اعمال کے بدلہ میں وہ جنت ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔“

بہرحال استقامت وہ چیز ہے کہ اُس کی تعلیم کے بعد کسی اور سبق کے لینے کی ضرورت نہیں رہتی اور بس وہی انسان کے لیے کافی ہے۔ بعض اکابر صوفیا کا قول ہے ”اَلْاِسْتِقَامَةُ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ كَرَامَةٍ“ یعنی استقامت ہزاروں کرامتوں سے بہتر اور بالاتر ہے۔

✪ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ)) قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ: ((لِلّٰهِ وَ لِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ)) (رواہ مسلم)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”دین نام ہے خلوص اور وفاداری کا۔“ ہم نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ خلوص اور وفاداری؟ ارشاد فرمایا: ”اللہ کے ساتھ، اللہ کی کتاب کے ساتھ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ، مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ اور اُن کے عوام کے ساتھ۔“

تشریح: یہ حدیثِ مبارکہ بھی ”جوامع الکلم“ میں سے ہے۔ اِس میں دی گئی ہدایت پر عمل کر لینا گویا کل دین کے مقصد کو پورا کرنا ہے کیونکہ دین کا کوئی شعبہ اور گوشہ ایسا نہیں ہے جو اِس حدیث کے مضمون سے باہر رہ گیا ہو۔ اِس حدیث میں اللہ تعالیٰ، اُس کی کتاب،

اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پیشوایانِ اُمت اور عام مسلمانوں کے ساتھ خلوص و وفاداری کو دین بتایا گیا ہے اور یہی کل دین ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص و وفاداری کا مطلب یہ ہے کہ اُس پر ایمان لایا جائے، ممکن حد تک اُس کی معرفت حاصل کی جائے، اُس کے ساتھ انتہائی محبت کی جائے، اُس کی اطاعت کی جائے، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور مالک و مقتدر[1] جانتے ہوئے اُس سے ڈرا جائے۔ غرض پورے اخلاص و وفا کے ساتھ عبدیت کا حق ادا کیا جائے۔ کتاب اللہ کے ساتھ وفاداری یہ ہے کہ اُس پر ایمان لایا جائے، اُس کا علم حاصل کیا جائے، اُس کا علم پھیلایا جائے اور اُس پر عمل کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خلوص و وفا یہ ہے کہ اُن کی رسالت کی تصدیق کی جائے، اُن کی تعظیم و توقیر کی جائے، اُن کی سنتوں سے محبت کی جائے، اُن کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور دل و جان سے اُن کی پیروی و غلامی میں اپنی نجات سمجھی جائے۔ مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ خلوص و وفاداری یہ ہے کہ اُن کے ساتھ نیک گمان رکھا جائے، اُن کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں اُن کی مدد کی جائے، اُنہیں مفید مشورے دیے جائیں، معروف کی حد تک اُن کی بات مانی جائے اور اگر اُن سے کوئی غفلت اور غلطی ہوتی نظر آئے تو بہتر طریقہ پر اُس کی اصلاح اور درستی کی کوشش کی جائے۔ عام مسلمانوں کے ساتھ خلوص و وفا یہ ہے کہ اُن کی ہمدردی و خیر خواہی کا پورا پورا خیال رکھا جائے، اُن کا نفع اپنا نفع اور اُن کا نقصان اپنا نقصان سمجھا جائے اور ممکن حد تک اُن کی خدمت اور مدد سے دریغ نہ کیا جائے۔

اِس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حدیثِ پاک کس طرح پورے دین کا احاطہ کر رہی ہے اور دین کے تمام شعبوں کو مختصر الفاظ میں بیان کر رہی ہے۔ اِس حدیث پر صحیح طور سے عمل کرنا گویا پورے دین پر عمل کرنا ہے۔

(۱) حاکم

PDF Compressor Free Version

مرنے کے بعد
برزخ — احوالِ قیامت

برزخ کی کیفیت

✪ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((اِنَّ اَحَدَکُمۡ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَیۡہِ مَقۡعَدُہٗ بِالۡغَدَاۃِ وَالۡعَشِیِّ اِنۡ کَانَ مِنۡ اَہۡلِ الۡجَنَّۃِ فَمِنۡ اَہۡلِ الۡجَنَّۃِ وَاِنۡ کَانَ مِنۡ اَہۡلِ النَّارِ فَمِنۡ اَہۡلِ النَّارِ فَیُقَالُ ہٰذَا مَقۡعَدُکَ حَتّٰی یَبۡعَثَکَ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ))

(رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”تم میں سے کوئی جب مرجاتا ہے تو صبح وشام اُس کے سامنے اُس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتیوں میں سے ہے تو جنتیوں کے مقام میں سے (اُس کا ہونے والا جو مقام) اور اگر وہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے تو دوزخیوں کے مقام میں سے (اُس کا ہونے والا جو مقام)۔ پھر کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا مستقل ٹھکانا۔ یہ اُس وقت ہوگا جب اللہ تجھے اٹھائے گا قیامت کے دن۔“

تشریح: قبر میں روزانہ صبح وشام جنتیوں کو اپنا مقام دیکھ کر غیر معمولی لذت ومسرت حاصل ہوگی، یہ ہے قبر کا ثواب۔ دوزخیوں کو دوزخ کا اپنا ٹھکانا دیکھ کو روزانہ صبح وشام جو رنج وغم ہوگا، اِس دنیا میں کوئی اُس کا اندازہ نہیں کرسکتا، یہ ہے قبر کے عذاب کی ایک صورت۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ جنت میں شامل فرمائے اور قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

اِس زمانہ میں موت کے بعد کی کیفیت کے بیان پر مشتمل احادیث کے بارے

میں بعض لوگ شکوک وشبہات کا اظہار کرتے ہیں۔ اُنہیں یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام کا ایک خاص کام ہمیں اُن باتوں سے آگاہ کرنا ہے جن کے ہم ضرورت مند تو ہیں لیکن اپنی عقل اور حواس سے اُن کو نہیں جان سکتے۔ انبیاء علیہم السلام کے لیے یقینی علم کا ایک خاص ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے جو دوسرے عام انسانوں کے پاس نہیں ہے۔ اُن کو اِسی ذریعہ سے اُن چیزوں کا علم ہوتا ہے جن کو ہم اپنی آنکھوں، کانوں اور اپنی عقل وفہم سے دریافت نہیں کرسکتے۔ کسی نبی کو نبی مان لینے اور اُن پر ایمان لانے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ہم نے اِس بات کو تسلیم کرلیا اور پورے یقین کے ساتھ قبول کرلیا کہ وہ ایسی باتیں ہمیں بتاتے ہیں جن کو ہم خود نہیں جان سکتے۔ وہ وحی کی بنیاد پر جو خبریں ہمیں دیتے ہیں وہ سب حرف بحرف صحیح ہیں۔ اُن میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ہمارا ایمان ہونا چاہیے کہ قبر کے بارے میں اُن کی دی ہوئی خبریں بھی سو فیصد حق ہیں۔

✪ عَنۡ ہَانِئٍ مَوۡلٰی عُثۡمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ عُثۡمَانُ اِذَا وَقَفَ عَلٰی قَبۡرٍ یَبۡکِیۡ حَتّٰی یَبُلَّ لِحۡیَتَہٗ فَقِیۡلَ لَہٗ تَذۡکُرُ الۡجَنَّۃَ وَالنَّارَ وَلَا تَبۡکِیۡ وَ تَبۡکِیۡ مِنۡ ہٰذَا؟ قَالَ: ((اِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: اِنَّ الۡقَبۡرَ اَوَّلُ مَنَازِلِ الۡاٰخِرَۃِ فَاِنۡ نَجَا مِنۡہُ فَمَا بَعۡدَہٗ اَیۡسَرُ مِنۡہُ وَ اِنۡ لَّمۡ یَنۡجُ مِنۡہُ فَمَا بَعۡدَہٗ اَشَدُّ مِنۡہُ)) قَالَ وَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((مَا رَاَیۡتُ مَنۡظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالۡقَبۡرُ اَفۡظَعُ مِنۡہُ))

(رواہ ابن ماجہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ جب وہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو بہت روتے یہاں تک کہ آنسوؤں سے اُن کی داڑھی تر ہوجاتی۔ اُن سے پوچھا گیا یہ کیا بات ہے کہ آپ جنت ودوزخ کو یاد کرتے ہیں تو

PDF Compressor Free Version

نہیں روتے اور قبر کی وجہ سے اِس قدر روتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: ”بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، پس اگر بندہ اِس سے نجات پا گیا تو آگے کی منزلیں اِس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر بندہ قبر کی منزل سے نجات نہ پاسکا تو بعد کی منزلیں اِس سے زیادہ سخت ہیں۔“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مزید کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے: ”نہیں دیکھا میں نے کوئی منظر مگر یہ کہ قبر کا منظر اُس سے زیادہ خوف ناک اور شدید ہے۔“

✪ عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْاَلُ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہوتے اور فرماتے: ”اپنے اس بھائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اُسے سوالوں کے جواب میں ثابت قدم رکھے، کیونکہ اِس وقت اُس سے پوچھ گچھ ہوگی۔“

✪ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَوْمًا اِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ حِيْنَ تُوُفِّيَ قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَوُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَسَبَّحْنَا طَوِيْلاً ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ فَقَالَ: ((لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ)) (رواہ احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

کی وفات ہوئی تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُن کے جنازے پر گئے۔ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھا دی اور اُن کو قبر میں اُتار کر قبر برابر کردی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہا۔ پس ہم بھی (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں) دیر تک سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا تو ہم بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس تسبیح اور تکبیر کا کیا خاص سبب تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے اس نیک بندے پر اُس کی قبر تنگ ہوگئی تھی (جس سے اُس کو تکلیف تھی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تنگی کی اِس کیفیت کو دور فرما کر کشادگی پیدا فرما دی اور اُس کی تکلیف دور کردی۔“

تشریح: یہ سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی ساتھی تھے۔ سن ۵ ہجری میں غزوۂ خندق کے دوران زخمی ہوئے اور بعد ازاں اُن کا وصال ہوا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے بارے میں فرمایا کہ ستر ہزار فرشتوں نے اُن کے جنازے میں شرکت کی اور آسمان کے دروازے اُن کے لیے کھولے گئے۔ باوجود اِس سب کے، قبر کی تنگی کی تکلیف کا اُن کو بھی سامنا کرنا پڑا اگرچہ فوراً ہی قبر وسیع کردی گئی۔ ہم جیسے گناہ گاروں کے لیے اِس واقعہ میں بڑا انتباہ اور بڑا سبق ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا! اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا! آمین

احوالِ قیامت

✪ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هٰذِهِ الْاٰيَةَ (يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا) قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا)) قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ: عَمِلَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا فَهٰذِهٖ

PDF Compressor Free Version

اَخۡبَارُھَا)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ زلزال کی یہ آیت تلاوت فرمائی "یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَھَا" (قیامت کے دن زمین اپنی سب خبریں بیان کرے گی) پھر حاضرین سے پوچھا: "کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟" اُنہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو زیادہ علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اُس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر بندہ یا ہر بندی کے متعلق اُس عمل کی گواہی دے گی جو اُس نے اُس کی پشت پر کیا یعنی وہ کہے گی اُس نے فلاں دن میرے اوپر فلاں، فلاں اور فلاں کام کیا تھا، پس یہ ہیں زمین کی خبریں (جو قیامت کے دن وہ بیان کرے گی)۔"

تشریح: انسان جو عمل زمین کے جس حصے پر کرتا ہے زمین کا وہ حصہ اُس کو محفوظ رکھتا ہے اور روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے اُس کی گواہی دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس دن کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین! اِن خبروں کو سمجھنا پہلے شاید مشکل ہو لیکن اب تو مختلف قسم کے ریکارڈرز وغیرہ کی ایجادوں نے اِن کا سمجھنا اور اِن پر یقین کرنا سب کے لیے آسان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچ ثابت ہو گیا کہ (سَنُرِیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَقُّ) (حٰمٓ السجدۃ: 53) (ہم عنقریب اُن کو دکھائیں گے اپنی نشانیاں آفاق میں بھی اور خود اُن کے اپنے اندر بھی، یہاں تک کہ یہ بات اُن کے لیے واضح ہو جائے گی کہ یہ قرآن حق ہے)۔

✪ عَنِ الۡمِقۡدَادِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوۡلُ: ((تُدۡنَی الشَّمۡسُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ مِنَ الۡخَلۡقِ حَتّٰی تَکُوۡنَ مِنۡهُمۡ کَمِقۡدَارِ مِیۡلٍ فَیَکُوۡنُ النَّاسُ عَلٰی قَدۡرِ اَعۡمَالِهِمۡ فِی الۡعَرَقِ فَمِنۡهُمۡ مَنۡ یَّکُوۡنُ اِلٰی کَعۡبَیۡهِ وَ مِنۡهُمۡ مَنۡ یَّکُوۡنُ اِلٰی رُکۡبَتَیۡهِ

وَمِنۡهُمۡ مَنۡ یَّکُوۡنَ اِلٰی حَقۡوَیۡهِ وَمِنۡهُمۡ مَنۡ یُّلۡجِمُهُ الۡعَرَقُ اِلۡجَامًا)) قَالَ: وَاَشَارَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِیَدِهٖ اِلٰی فِیۡهِ (رواہ مسلم)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا یہ ارشاد فرما رہے تھے: "قیامت کے دن سورج مخلوق سے بہت قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ اُن سے صرف ایک میل کے بقدر رہ جائے گا۔ پھر (اُس کی گرمی سے) لوگ بقدر اپنے اعمال کے پسینہ پسینہ ہو جائیں گے (یعنی جس کے اعمال جتنے بُرے ہوں گے اُس کا اُسی قدر زیادہ پسینہ چھوٹے گا)۔ پس بعض وہ ہوں گے جن کا پسینہ اُن کے ٹخنوں تک آئے گا اور بعض کا پسینہ اُن کے گھٹنوں تک ہوگا، اور بعض کا اُن کے کولہوں کے اوپر تک (یعنی کمر تک) اور بعض وہ ہوں گے جن کا پسینہ اُن کے منہ میں جارہا ہوگا۔" کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دہن مبارک کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے دکھایا (کہ اُن کا پسینہ یہاں تک پہنچ رہا ہوگا اور اُن کے منہ میں جارہا ہوگا)۔"

✪ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((یُحۡشَرُ النَّاسُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ثَلٰثَةَ اَصۡنَافٍ: صِنۡفًا مُشَاةً وَصِنۡفاً رُکۡبَانًا وَ صِنۡفًا عَلٰی وُجُوۡهِهِمۡ)) قِیۡلَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ کَیۡفَ یَمۡشُوۡنَ عَلٰی وُجُوۡهِهِمۡ؟ قَالَ: ((اِنَّ الَّذِیۡ اَمۡشَاهُمۡ عَلٰی اَقۡدَامِهِمۡ قَادِرٌ عَلٰی اَنۡ یُّمۡشِیَهُمۡ عَلٰی وُجُوۡهِهِمۡ اَمَا اِنَّهُمۡ یَتَّقُوۡنَ بِوُجُوۡهِهِمۡ کُلَّ حَدَبٍ وَشَوۡكٍ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن سب آدمی تین گروہوں میں اٹھائے جائیں گے، ایک

گروہ پیدل چلنے والوں کا، ایک گروہ سواروں کا، اور ایک گروہ منہ کے بل چلنے والوں کا۔" عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ (تیسرے گروہ والے) منہ کے بل کس طرح چل سکیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس اللہ نے اُنہیں پاؤں کے بل چلایا ہے وہ اِس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ اُنہیں منہ کے بل چلائے۔ جان لو کہ یہ لوگ اپنے منہ کے ذریعے ہی زمین کے ہر ٹیلے، ٹھیرے اور ہر کانٹے سے بچیں گے۔"

تشریح: حدیثِ پاک میں جن تین گروہوں کا ذکر ہے، شارحین نے اُن کی تفصیل اِس طرح بیان کی ہے۔ پیدل چلنے والا گروہ عام اہلِ ایمان کا ہوگا۔ سواریوں والا گروہ خاص مقربین کا گروہ ہوگا۔ منہ کے بل چلنے والے وہ بدنصیب ہوں گے جنہوں نے دنیوی زندگی میں انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اور ہدایت کے مطابق سیدھا چلنا قبول نہیں کیا اور مرتے دم تک وہ الٹے ہی چلتے رہے۔ قیامت کے دن جہنم میں داخل ہونے سے پہلے اُنہیں یہ سزا ملے گی کہ سیدھے چلنے کے بجائے وہ الٹے منہ کے بل جہنم کی طرف چلائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جس طرح اس دنیا میں چلنے والے راستے کی اونچ نیچ، جھاڑیوں اور کانٹوں سے اپنے پاؤں کے ذریعہ بچ کر نکلتے ہیں، منہ کے بل چلنے والے وہاں اِن رکاوٹوں سے اپنے چہروں ہی کے ذریعہ بچ کر نکلیں گے۔ یعنی یہاں پر جو کام پاؤں سے کیے جاتے ہیں، وہاں مجرمین کو وہ سب کام چہروں سے کرنے پڑیں گے۔

قرآنِ مجید میں مجرمین کی اِس سزا کا ذکر یوں کیا گیا:

(اَلَّذِیۡنَ یُحۡشَرُوۡنَ عَلٰی وُجُوۡهِهِمۡ اِلٰی جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۳۴﴾) (الفرقان:34)

"اور وہ لوگ جو کہ جمع کیے جائیں گے اپنے چہروں پر جہنم کی طرف، یہ وہ لوگ ہیں جو کہ درجے کے اعتبار سے بدترین ہیں اور جو بھٹکے ہوئے ہیں راستے کے اعتبار سے۔"

PDF Compressor Free Version

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس برے انجام سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

✪ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوۡلُ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((مَا مِنۡ اَحَدٍ یَّمُوۡتُ اِلَّا نَدِمَ)) قَالُوۡا وَمَا نَدَامَتُهٗ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قَالَ: ((اِنۡ کَانَ مُحۡسِنًا نَدِمَ اَنۡ لَّا یَکُوۡنَ اِزۡدَادَ وَاِنۡ کَانَ مُسِیۡئًا نَدِمَ اَنۡ لَّا یَکُوۡنَ نَزَعَ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بھی مرے گا اُسے (مرنے کے بعد اپنی زندگی پر) ندامت اور پشیمانی ضرور ہوگی۔" عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کو ندامت کیوں ہوگی اور اِس کا کیا سبب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر مرنے والا نیکوکار رہو گا تو اُسے اِس پر ندامت[1] اور حسرت[2] ہوگی کہ اُس نے نیکوکاری میں اور زیادہ ترقی کیوں نہیں کی (اور جو نیکیاں وہ کما کے لایا ہے اُس سے زیادہ کیوں نہیں کما کے لایا) اور اگر وہ گناہ گار رہو گا تو اُسے اِس پر ندامت و حسرت ہوگی کہ وہ گناہوں سے باز کیوں نہیں آیا۔"

قیامت میں حقوق العباد کا انصاف

✪ عَنۡ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ بَیۡنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ لِیۡ مَمۡلُوۡکِیۡنَ یُکَذِّبُوۡنَنِیۡ وَیَخُوۡنُوۡنَنِیۡ وَیَعۡصُوۡنَنِیۡ وَاَشۡتِمُهُمۡ وَاَضۡرِبُهُمۡ فَکَیۡفَ اَنَا مِنۡهُمۡ؟ قَالَ: ((یُحۡسَبُ مَا خَانُوۡكَ وَعَصَوۡكَ وَكَذَّبُوۡكَ وَعِقَابُكَ اِیَّاهُمۡ، فَاِنۡ کَانَ عِقَابُكَ اِیَّاهُمۡ بِقَدۡرِ ذُنُوۡبِهِمۡ کَانَ کَفَافًا، لَا لَكَ وَلَا عَلَیۡكَ، وَاِنۡ کَانَ عِقَابُكَ اِیَّاهُمۡ دُوۡنَ ذُنُوۡبِهِمۡ کَانَ فَضۡلًا لَكَ وَاِنۡ کَانَ عِقَابُكَ اِیَّاهُمۡ فَوۡقَ ذُنُوۡبِهِمۡ

(۱) شرمندگی (۲) افسوس

PDF Compressor Free Version

أُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ)) قَالَ: فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَهْتِفُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اَمَا تَقْرَءُ كِتَابَ اللهِ (وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ)((الانبیاء:۴۷)) فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَا اَجِدُ لِيْ وَلَهُمْ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ. اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ اَحْرَارٌ كُلُّهُمْ (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس کچھ غلام ہیں جو (بعض اوقات) مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میری چیزوں میں خیانتیں کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ میں (اِن حرکتوں پر) اُنہیں گالیاں دیتا ہوں اور مارتا ہوں۔ پس میرا کیا حال ہوگا اُن کی وجہ سے روزِ قیامت۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے غلاموں نے تمہارے ساتھ جو خیانت کی، تمہاری نافرمانی کی اور تم سے جو جھوٹ بولے اور پھر تم نے اُن کو جو سزائیں دیں، اُن سب کا پورا پورا حساب کیا جائے گا۔ پس اگر تمہاری سزا اُن کے قصوروں کے بقدر ہی ہوگی تو معاملہ برابر پر ختم ہو جائے گا، نہ تم کو کچھ ملے گا اور نہ تمہیں کچھ دینا پڑے گا۔ اور اگر تمہاری سزا اُن کے قصوروں سے کم ثابت ہوگی تو تمھارا فاضل حق تمہیں وہاں ملے گا۔ اور اگر تمہاری سزا اُن کے قصوروں سے زیادہ ثابت ہوگی تو تم سے اِس کا بدلہ اور قصاص اُن کو دلوایا جائے گا۔" (یہ جواب سن کر) وہ شخص آپ ﷺ کے پاس سے ایک طرف کو ہٹ کر رونے اور چلانے لگا (یعنی قیامت کے محاسبہ کے خوف سے اُس پر یہ گریہ طاری ہو گیا) رسول اللہ ﷺ نے پھر اُس سے

فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں پڑھا؟ "اور ہم قائم کریں گے قیامت کے دن انصاف کی میزانیں، پس نہیں ظلم ہوگا کسی نفس پر کچھ بھی اور اگر ہوگا کسی کا عمل یا حق رائی کے ایک دانہ کے برابر حاضر کریں گے ہم اُس کو بھی اور کافی ہیں ہم حساب کرنے والے۔"

اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم (یہ سب کچھ سننے کے بعد) میں اپنے لیے اور اُن کے لیے اس سے بہتر کچھ نہیں سمجھتا کہ (اللہ کی رضا کے لیے آزاد کر کے) اُن کو اپنے سے الگ کر دوں۔ میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں اب وہ سب کے سب آزاد ہیں۔

تشریح: حقیقی ایمان کی یہی شان ہے اور سچے مومنوں کا یہی طرزِ عمل ہونا چاہئے کہ جس چیز میں آخرت کا خطرہ نظر آئے اُس سے بچا جائے، اگرچہ دُنیوی نقطۂ نظر سے اُس میں اپنا کتنا ہی نقصان ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

روزِ قیامت مومنوں کی کیفیت

✪ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَا طُوْلُ هٰذَا الْيَوْمِ؟ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفِّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اُس دن کی طوالت کا کیا حال ہوگا جس کا حساب (قرآنِ مجید کے مطابق) پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ سچے مومن کے

PDF Compressor Free Version

حق میں یہ دن بہت ہلکا اور خفیف کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ اُس کے لیے اُس وقت سے بھی ہلکا ہوگا جتنے وقت میں وہ دنیا میں ایک فرض نماز ادا کرتا تھا۔"

تشریح: نبی اکرم ﷺ نے اِس ارشاد میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو جو جواب دیا اُس کا اشارہ قرآنِ مجید میں بھی موجود ہے۔

(فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ﴿٨﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿٩﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿١٠﴾) (المدثر:8 تا 10)

"تو جب صور پھونک دیا جائے گا۔ تو وہ دن بڑا سخت ہوگا۔ ایمان نہ لانے والوں کے لیے آسان نہ ہوگا۔"

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سخت اور بھاری دن ایمان والوں کے حق میں سخت اور بھاری نہ ہوگا بلکہ آسان اور ہلکا کر دیا جائے گا۔

قیام اللیل کا انعام

✪ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُوْمُوْنَ وَهُمْ قَلِيْلٌ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَى الْحِسَابِ))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن سب لوگ (زندہ کیے جانے کے بعد) ایک وسیع اور ہموار میدان میں جمع کیے جائیں گے۔ پھر اللہ کا منادی پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ بندے جن کے پہلو راتوں کو بستروں سے الگ رہتے تھے

(یعنی جو اپنے بستر چھوڑ کر تہجد پڑھتے تھے)۔ پس وہ اُس پکار پر کھڑے ہو جائیں گے اور اُن کی تعداد زیادہ نہ ہوگی۔ پھر وہ اللہ کے حکم سے بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جائیں گے۔ اس کے بعد باقی تمام لوگوں کے لیے حکم ہوگا کہ وہ حساب کے لیے حاضر ہوں۔"

PDF Compressor Free Version

اخلاقیات

کتاب المعاشرت

حقوق العباد کا مسئلہ اِس لحاظ سے زیادہ اہم اور نازک ہے کہ اگر اس معاملہ میں کوئی کوتاہی یا ظلم ہوجائے یعنی کسی بندے کے ساتھ زیادتی یا حق تلفی ہوجائے تو اس کی معافی کی صرف یہی صورت ہے کہ یا تو اس دنیا میں اُس بندے کا حق ادا کر دیا جائے یا اُس سے معافی حاصل کر لی جائے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی بات بھی یہاں نہ ہوسکی تو آخرت میں اُس کا بھاری معاوضہ ادا کرنا ہوگا۔ اُس کوتاہی یا ظلم کے بدلے میں (نعوذ باللہ) آخرت کا سخت عذاب بھگتنا ہوگا۔ اِس عذاب کی تفصیل متعدد احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے:

✪ ((مَنْ کَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِّاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْشَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌوَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهٖ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَمِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ))

(رواہ البخاری)

”جس کسی نے اپنے کسی بھائی کے ساتھ ظلم وزیادتی کی ہو، اس کی آبرو ریزی کی ہو یا کسی اور معاملہ میں حق تلفی کی ہو تو اُس کو چاہیئے کہ آج ہی (اور اِسی زندگی میں) اُس سے معاملہ صاف کرالے، آخرت کا وہ دن آنے سے پہلے جب اُس کے پاس ادا کرنے کے لیے درہم و دینار میں سے کچھ بھی نہ ہوگا کہ اُس کے ظلم کے بقدر مظلوم کو دلا دیے جائیں۔ اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی تو ظلم کے بقدر لے لی جائیں گی اور اگر وہ نیکیوں

سے بھی خالی ہاتھ ہوگا تو مظلوم کے کچھ گناہ اُس پر لاد دیے جائیں گے (اور اس طرح انصاف کا تقاضا پورا کیا جائے گا)۔“

شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے

✪ ((اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلَاثَةٌ: دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُهُ اللهُ: اَ لْاِشْرَاكُ بِاللهِ بِقَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ (اِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُهُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ) وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللهُ: ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَّا يَعْبَأُ اللهُ بِهٖ: ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللهِ فَذَاكَ اِلَى اللهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ))

(رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

”اعمال نامے (جن میں بندوں کے گناہ لکھے گئے ہیں) تین قسم کے ہیں: ایک وہ جن کی ہرگز معافی اور بخشش نہ ہوگی جیسے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”اللہ تعالیٰ شرک کا گناہ ہرگز نہیں بخشے گا۔“ اور گناہوں کی ایک وہ فہرست ہے جس کو اللہ تعالیٰ انصاف کے بغیر نہ چھوڑے گا۔ وہ بندوں کے باہمی مظالم، زیادتیاں اور حق تلفیاں ہیں، اُن کا بدلہ ضرور دلایا جائے گا۔ اور ایک فہرست گناہوں کی وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پرواہ نہیں، یہ بندوں کے وہ مظالم ہیں جن کا تعلق اُن سے اور اللہ سے ہے۔ اُن کے بارے میں فیصلہ بس اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو سزا دے اور چاہے تو بالکل معاف کردے۔“

پھر حقوق العباد سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و ہدایت کے بھی دو حصے ہیں۔ ایک وہ حصہ جس کا تعلق معاشرتی آداب واحکام سے ہے۔ مختلف رشتہ داروں، پڑوسیوں، ماتحتوں اور خادمین، چھوٹوں اور بڑوں، کمزوروں اور ناداروں، عام مخلوقات وغیرہ کے

PDF Compressor Free Version

ساتھ رویہ اور تعلق کے بارے میں ہدایات اِس حصہ میں شامل ہیں۔ پھر آپس میں ملنے جلنے، ہنسنے بولنے، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، شادی بیاہ اور خوشی یا غم کے موقعوں کے حوالے سے احکام و آداب کا بیان بھی اِسی حصہ کے ذیل میں آتا ہے۔ اِس حصہ کا جامع عنوان معاشرت ہے۔

حقوق العباد سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کا دوسرا حصہ وہ ہے جس میں معاشی و مالی معاملات مثلاً خرید و فروخت، تجارت و زراعت، قرض و امانت، ہبہ و وصیت، محنت و مزدوری یا باہمی نزاعات میں عدل و انصاف، محکمہ و قضا اور شہادت و وکالت وغیرہ سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ اِس حصہ کا جامع عنوان معاملات ہے۔

معاشرت و معاملات کی خصوصی اہمیت

معاشرت و معاملات اس لحاظ سے شریعت کے نہایت اہم ابواب ہیں کہ اِن میں ہدایتِ ربانی اور خواہشاتِ نفسانی اور احکامِ شریعت اور دنیوی مصلحت[1] و منفعت[2] کی کشمکش دوسرے تمام ابواب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی و تابعداری اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی و فرمانبرداری کا جیسا امتحان ان میدانوں میں ہوتا ہے دوسرے کسی میدان میں نہیں ہوتا۔ آیئے اِن ابواب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سے سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں:

معاشرت

✪ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِفْتَحُوْا عَلٰى صِبْيَانِكُمْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَقِّنُوْهُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا“ اپنے بچوں کی زبان سے سب سے پہلے ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہلواؤ اور

(۱) خوبی (۲) فائدہ

موت کے وقت اُن کو اِسی کلمہ ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کی تلقین کرو۔“

تشریح: انسانی ذہن کی صلاحیتوں کے بارے میں جدید تجربات اور تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ پیدائش کے وقت ہی سے بچہ جو آوازیں کان سے سنتا ہے اور جو مناظر آنکھوں سے دیکھتا ہے، اُس کا اثر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پیدا ہونے کے بعد اُس کے کانوں میں اذان و اقامت پڑھنے کی جو ہدایت عطا فرمائی ہے، اس سے بھی مذکورہ بالا بات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ گویا ابتدا ہی سے بچہ کو ذہن نشین کرایا جائے کہ تمہارا مالک و معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں۔

✪ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ[1] قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے بچے جب سات سال کے ہوجائیں تو اُنہیں نماز کی تاکید کرو اور جب دس سال کے ہوجائیں تو نماز میں کوتاہی کرنے پر اُنہیں سزا دو اور اُن کے بستر بھی الگ الگ کردو۔“

تشریح: بچوں کی تربیت کرنا والدین کی ذمہ داری ہے اور روزِ قیامت اُن سے اِس بارے میں باز پرس ہوگی۔ عام طور سے بچے سات سال کی عمر میں سمجھ دار اور باشعور ہوجاتے ہیں۔ اُس وقت سے اُن کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے راستے پر ڈالنا چاہیے۔ اِس حوالے سے اُنہیں سب سے پہلے نماز کی پابندی کرانی چاہیے۔ پھر دس سال کی عمر میں اُن کا شعور کافی ترقی کرجاتا ہے اور بلوغ کا زمانہ قریب آجاتا ہے۔ اُس وقت نماز کے معاملہ میں اگر وہ کوتاہی کریں تو مناسب طور پر اُن کی سرزنش کرنی چاہیے تاکہ وہ بالغ

(۱) روایت ہے کہ عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد شعیب سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے۔

PDF Compressor Free Version

ہونے سے پہلے پہلے نماز کے عادی ہو جائیں۔ نیز اِس عمر کو پہنچ جانے پر اُن کو علیحدہ سلانا چاہئے۔ ایک ساتھ اور ایک ہی بستر پر سلانا مناسب نہیں۔

لڑکیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی خصوصی اہمیت

✪ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: ((مَنْ وُّلِدَتْ لَہٗ اِبْنَۃٌ فَلَمْ یَئِدْھَا وَلَمْ یُھِنْھَا وَلَمْ یُؤْثِرْ وَلَدَہٗ عَلَیْھَا یَعْنِی الذَّکَرَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِھَا الْجَنَّۃَ)) (رواہ احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو، پھر وہ نہ تو اُسے کوئی ایذا پہنچائے اور نہ اُس کی توہین اور ناقدری کرے، اور نہ محبت اور برتاؤ میں لڑکوں کو اُس پر ترجیح دے (یعنی اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ لڑکوں کے ساتھ کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ لڑکی کے ساتھ اِس حُسنِ سلوک کے صلے میں اُسے جنت عطا فرمائے گا۔“

✪ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: ((سَوُّوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ فِی الْعَطِیَّۃِ فَلَوْ کُنْتُ مُفَضِّلاً اَحَدًا فَضَّلْتُ النِّسَاءَ۔))

(رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: ”اپنی سب اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا معاملہ کرو۔ اگر میں اس معاملہ میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو ترجیح دیتا۔ (یعنی اگر مساوات اور برابری ضروری نہ ہوتی تو میں حکم دیتا کہ لڑکیوں کو لڑکوں سے زیادہ دیا جائے)۔“

تشریح: اِس حدیث کی روشنی میں فقہاء کی ایک جماعت نے یہ رائے قائم کی ہے کہ اگر ماں باپ اپنی زندگی کے دوران اولاد میں وراثت تقسیم کرنا چاہیں تو اُنہیں لڑکوں اور

لڑکیوں کو برابر کا حصہ دینا چاہیے۔ البتہ ماں باپ کے انتقال کے بعد میراث میں لڑکیوں کا حصہ لڑکوں سے نصف ہے۔

نکاح اور شادی کی ذمہ داری

✪ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ وَابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: ((مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدِّبْہُ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جسے اللہ تعالیٰ بیٹا دے تو اُسے چاہیے کہ اُس کا اچھا نام رکھے، اور اُس کی اچھی تربیت کرے اور سلیقہ سکھائے، پھر جب وہ سنِ بلوغ کو پہنچے تو اُس کے نکاح کا بندوبست کرے، اگر (اُس نے اِس میں کوتاہی کی اور) شادی کی عمر کو پہنچ جانے پر بھی (اپنی غفلت اور بے پروائی سے) اُس کی شادی کا بندوبست نہیں کیا اور وہ اِس وجہ سے گناہ کا مرتکب ہو گیا تو اُس کا والد اُس گناہ کا ذمہ دار ہوگا۔“

تشریح: اِس حدیثِ مبارکہ کی رُو سے والد کا فرض ہے کہ جب اُس کی اولاد نکاح کی عمر کو پہنچ جائے تو وہ اُن کے نکاح کا بندوبست کرے۔ آج کل ہمارے معاشرے میں اِس حوالے سے بڑی کوتاہی ہو رہی ہے۔ اِس کی ایک وجہ وہ غیر مسنون اور ہندوانہ رسومات ہیں جو ہم نے نکاح کے موقع پر اختیار کر لی ہیں اور اِن کی وجہ سے اخراجات اِس قدر بڑھ گئے ہیں کہ نکاح کرنا ایک بھاری بوجھ بن گیا ہے۔ اگر ہم اِن رسومات سے جان چھڑا لیں اور نکاح کے موقع پر صرف وہ کام کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے ثابت ہیں تو ہم نہ صرف آسانی سے نکاح کی ذمہ داری ادا کر لیں گے بلکہ نکاح سے ہونے والی کئی برکتوں سے بھی فیضیاب ہوں گے۔ نکاح کے موقع پر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

PDF Compressor Free Version

سے تین کام ثابت ہیں۔ اوّل نکاح کا انعقاد مسجد کے مبارک ماحول میں کرنا۔ دوئم لڑکے کی طرف سے لڑکی کو اپنی مالی حیثیت کے مطابق مہر دینا۔ سوئم لڑکے کی طرف سے اپنی مالی حیثیت کے مطابق بغیر کسی اسراف کے ولیمہ کی دعوت کرنا۔

بوڑھے ماں باپ کی خدمت میں کوتاہی کرنے والے کی بدبختی اور محرومی

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ: ((رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ)) قِیْلَ مَنْ؟ یَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم؟ قَالَ: ((مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَیْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَیْهِمَا فَلَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”وہ آدمی ذلیل ہو، وہ خوار ہو، وہ رسوا ہو۔“ عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”وہ بدنصیب، جو ماں باپ میں سے ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر (اُن کی خدمت اور اُن کا دل خوش کرکے) جنت حاصل نہ کرلے۔“

تشریح: ماں باپ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ کے کمزور اور ناتواں ہوجاتے ہیں اور اُس وقت وہ خدمت اور راحت رسانی[1] کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔ اِس حالت میں اُن کی خدمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب اور مقبول عمل ہے اور جنت تک پہنچنے کا سیدھا زینہ[2] ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ماں باپ تمہاری جنت اور تمہاری دوزخ ہیں یعنی ماں باپ کی خدمت اور راحت رسانی جنت حاصل کرنے کا خاص وسیلہ ہے اور اِس کے برعکس اُن کی نافرمانی اور ایذارسانی آدمی کو دوزخی بنادیتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ وہ کسی بندے کو اِس کا موقع میسر فرمائے کہ وہ ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کا بڑھاپا پائے اور اُن کی خدمت کرکے جنت حاصل کرلے۔ جو بندہ اِس

(۱) راحت پہنچانا (۲) سیڑھی

موقع سے فائدہ نہ اُٹھائے بلاشبہ وہ بڑا بدنصیب اور محروم ہے۔ اُس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وعید ہے کہ وہ نامراد، ذلیل وخوار اور رسوا ہوگا۔

خدمت اور حسنِ سلوک کافر ومشرک ماں کا بھی حق ہے

✪ عَنْ اَسْمَاءَ رضی اللہ عنہا بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَهِیَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا؟ قَالَ ((نَعَمْ صِلِیْهَا))

(رواہ البخاری)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قریش مکہ کے (حدیبیہ والے) معاہدے کے زمانہ میں میری ماں جو اپنے مشرکانہ مذہب پر قائم تھی (سفر کرکے مدینے میں) میرے پاس آئی، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ کچھ خواہش مند ہے، تو کیا میں اُس کی خدمت کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں! اُس کی خدمت کرو (اور اُس کے ساتھ وہ سلوک کرو جو بیٹی کو ماں کے ساتھ کرنا چاہئے)۔

تشریح: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی اور دوسری ماں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں۔ ان کی والدہ کا نام روایات میں قُتَیْلَة بنتِ عَبد العزّیٰ ذکر کیا گیا ہے جن کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت ہی میں طلاق دے کر الگ کردیا تھا۔ اُنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور اپنے پرانے مشرکانہ طریقے ہی پر قائم رہیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب مشرکینِ مکہ کو مدینہ آنے کی اور اور مسلمانوں کو مکہ جانے کی آزادی حاصل ہوگئی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی یہ ماں اپنی بیٹی کے پاس مدینہ آئیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھے اُن کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ کیا اُن کے کافر ومشرک ہونے کی وجہ سے میں اُن سے ”ترکِ

PDF Compressor Free Version

موالات[1] " کروں، یا ماں کے رشتے کا لحاظ کر کے اُن کی خدمت اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟" آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اُن کی خدمت کرو اور اُن کے ساتھ وہی سلوک کرو جو ماں کا حق ہے۔

حدیثِ مبارکہ میں "رَاغِبَۃٌ" کا لفظ ہے جس کا ترجمہ خواہش مند کیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں جو مشرک ہیں کچھ خواہش مند ہو کر آئی ہیں، یعنی وہ اِس کی طالب ہیں کہ میں اُن کی مالی خدمت کروں۔ بعض شارحین نے "رَاغِبَۃٌ" کا ترجمہ منحرف[2] اور بیزار بھی کیا ہے اور لغت کے لحاظ سے اِس کی بھی گنجائش ہے۔ اس اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ میری ماں ملنے تو آئی ہیں لیکن ہمارے دین سے منحرف اور بیزار ہیں، ایسی صورت میں اُن کے ساتھ میرا رویہ کیا ہونا چاہئے؟ کیا ماں ہونے کی وجہ سے اُن کی خدمت اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کروں، یا بے تعلقی اور بے رخی کا رویہ اختیار کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں ہدایت فرمائی کہ اُن کی خدمت اور اُن کے ساتھ اِس طرح کا حسنِ سلوک کرو، جیسا ماں کے ساتھ کرنے کا حق ہے۔

✪ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَاِنَّہٗ لَھُمَا لَعَاقٌّ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ لَھُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبَہُ اللّٰہُ بَارًّا))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی آدمی کے ماں باپ کا یا دونوں میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے اور اولاد زندگی میں اُن کی نافرمان اور اُن کی رضا مندی سے محروم ہوتی ہے، لیکن یہ اولاد اُن کے انتقال کے بعد (سچے دل) سے اُن

(۱) قطعِ تعلق (۲) پھرا ہوا

کے لیے اللہ تعالیٰ سے خیر و رحمت کی دعا اور مغفرت و بخشش کی استدعا کرتی رہتی ہے (اور اِس طرح اپنے قصور کی تلافی کرنا چاہتی ہے) تو اللہ تعالیٰ اُس نافرمان اولاد کو فرمانبردار قرار دے دیتا ہے" (پھر وہ ماں باپ کی نافرمانی کے وبال سے اور عذاب سے بچ جاتی ہے)۔

تشریح: ماں باپ کی زندگی میں اُن کی فرمانبرداری و خدمت اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک اعلیٰ درجے کا عملِ صالح ہے جو انسان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اِسی طرح اُن کے مرنے کے بعد اُن کے لیے اخلاص اور رِقّت[1] سے رحمت و مغفرت کی دعا ایسا عمل ہے جو نہ صرف ماں باپ کے لیے قبر میں راحت و سکون کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ اِس سے اولاد کے اُن قصوروں کی تلافی ہو جاتی ہے جو ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت میں اُن سے ہوئی ہو۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کی مستحق ہو جاتی ہے۔ قرآنِ پاک میں اولاد کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ماں باپ کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرے۔

(وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا) (بنی اسرائیل: ۲۴)

"اور اللہ سے یوں عرض کیا کرو کہ اے پروردگار! میرے ماں باپ پر رحمت فرما جس طرح اُنہوں نے مجھے بچپنے میں شفقت کے ساتھ پالا تھا۔!"

✪ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((بِرُّوْا آبَاءَ کُمْ یَبِرُّ اَبْنَاءُ کُمْ وَعِفُّوْا تَعِفُّ نِسَاءُ کُمْ))

(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے آباء (ماں باپ) کی خدمت و فرمانبرداری کرو، تمہاری اولاد تمہاری فرمانبردار اور خدمت گزار ہوگی اور تم پاک دامنی کے ساتھ رہو تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔"

(۱) آنسوؤں سے رونے کی کیفیت

PDF Compressor Free Version

تشریح: یہ حدیثِ مبارکہ رہنمائی دے رہی ہے کہ اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اُس کی اولاد اُس کی فرمانبردار اور خدمت گزار ہو تو اُسے چاہیے کہ اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت کرے۔ اِسی طرح ایسے شخص کی بیوی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پاکدامن رہے گی جو خود بھی پاک دامنی کی زندگی بسر کر رہا ہو۔

✪ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ اِسْمِيْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهٗ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "میں اللہ ہوں، میں الرحمٰن ہوں، میں نے رشتۂ قرابت کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام رحمٰن کے مادہ سے نکال کر اُس کو رحم کا نام دیا ہے، پس جو اُسے جوڑے گا میں اُس کو جوڑوں گا اور جو اُسے توڑے گا میں اُس کو توڑ دوں گا۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مشیّت سے انسانوں کو اِس طرح پیدا فرمایا ہے کہ ہر انسان پیدائشی طور پر کچھ رشتوں کے بندھنوں میں بندھا ہوتا ہے۔ اِن رشتوں کے کچھ فطری تقاضے اور حقوق ہیں جن کا عنوان اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی رکھا ہے۔ لفظ رحم کا مادہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاک نام رحمٰن کا ہے یعنی رح م۔ اب جو انسان صلہ رحمی کرے گا یعنی قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے گا تو اُس کے لیے بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے ساتھ جوڑ لے گا اور اُسے اپنے فضل وکرم سے نوازے گا۔ اِس کے برعکس جو قطع رحمی کا رویہ اختیار کرے گا یعنی قرابت داروں کے حقوق پامال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنے قرب اور رحم وکرم سے محروم کر دے گا۔

آج دنیا میں مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت سے محروم ہیں اور افسوسناک حالات سے دوچار ہیں۔ بلاشبہ اِس کا سبب ہماری بہت سی بداعمالیاں ہیں۔ ہماری اِس بربادی اور محرومی میں بڑا دخل ہمارے اِس جرم کو بھی ہے کہ صلہ رحمی کی تعلیم وہدایت کو ہماری غالب اکثریت نے بالکل ہی بھلا دیا ہے۔ اِس حوالے سے ہمارا طرزِ عمل مادہ پرستانہ ہے اور غیر مسلموں سے کچھ بھی مختلف نہیں۔ قطعِ رحمی کے جرم نے اُن کے معاشرے میں خاندانی نظام کو تباہ کر دیا ہے۔ مخلوط معاشرت نے شوہر اور بیوی کے تعلق کو کمزور کر دیا۔ والدین اولاد کی کفالت کو اور بچے والدین کی ضروریات کی فراہمی کو بوجھ سمجھتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہم بھی اُن کی پیروی میں اُن ہی کی روش اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔

✪ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا)) (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ آدمی صلۂ رحمی کا حق ادا نہیں کرتا جو (صلۂ رحمی کرنے والے اپنے اقرباء کے ساتھ) بدلے کے طور پر صلۂ رحمی کرتا ہے۔ صلۂ رحمی کا حق ادا کرنے والا دراصل وہ ہے جو اِس حالت میں صلۂ رحمی کرے (اور قرابت داروں کا حق ادا کرے) جب وہ اُس کے ساتھ قطع رحم (اور حق تلفی) کا معاملہ کریں۔"

تشریح: قطع رحمی اور حق تلفی کرنے والوں کے ساتھ جب جوابی طور پر قطع رحمی کا برتاؤ کیا جائے گا تو یہ جرم اور معاشرے میں اس کی خباثت اور زیادہ بڑھے گی۔ اِس کے برعکس جب قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ صلۂ رحمی کا معاملہ کیا جائے گا تو امید ہے کہ اس حسنِ سلوک سے دیر سویر اُن کی اصلاح ہوگی اور معاشرے میں صلہ رحمی کو فروغ حاصل ہوگا۔

بیوی پر سب سے بڑا حق اُس کے شوہر کا ہے

مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک واقعہ روایت کیا گیا ہے کہ ایک اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کے حضور میں سجدہ کیا (یعنی وہ اِس طرح آپ ﷺ کے حضور میں جھک گیا جس کو دیکھنے والوں نے سجدہ سے تعبیر کیا)۔ اونٹ کا یہ طرزِ عمل دیکھ کر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اُونٹ جیسے چوپائے اور درخت آپ ﷺ کے لیے سجدہ کرتے ہیں (یعنی جھک جاتے ہیں) تو اُن کی بہ نسبت ہمارے لیے زیادہ سزاوار ہے کہ ہم آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

✪ ((اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوا اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا))

(رواہ احمد فی مسند)

”عبادت اور پرستش اپنے رب کی کرو اور اپنے بھائی کا (یعنی میرا) اکرام و احترام کرو، اور اگر میں کسی کو کسی دوسری مخلوق کے لیے سجدہ کرنے کو کہتا تو عورت کو کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“

مسند احمد ہی میں ایک اور روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک موقع پر شام کے سفر سے واپس آئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا میں نے ملک شام کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے دینی پیشواؤں اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ایسے ہی ہم بھی آپ ﷺ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو اور ارشاد فرمایا:

✪ ((فَاِنِّيْ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا))

”اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے سجدہ کرنے کے لیے کہتا تو عورت

PDF Compressor Free Version

کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“

مختلف احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیوی پر شوہر کے حق کے بارے میں یہ سجدے والی بات مختلف مواقع پر اور بار بار فرمائی۔

ہر قسم کا سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے

یہ احادیث اِس حقیقت کو پوری طرح واضح کر رہی ہیں کہ شریعتِ محمدی ﷺ میں سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لیے حتی کہ افضل المخلوقات سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے لیے بھی سجدہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے حضور میں سجدے کے بارے میں عرض کیا تھا وہ سجدۂ تحیہ یعنی سجدۂ تعظیمی کے بارے میں عرض کر رہے تھے۔ اِس کا تو شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معاذ اللہ سجدۂ عبادت کے بارے میں عرض کیا ہو۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا چکا اور آپ ﷺ کی دعوتِ توحید کو قبول کر چکا اُس کو تو اِس کا وسوسہ بھی نہیں آ سکتا کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدۂ عبادت کرے۔ اِس لیے ماننا پڑے گا کہ اِن احادیث میں سجدۂ تحیہ ہی کا ذکر ہے۔ اِسی لیے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ کسی مخلوق کے لیے سجدۂ تحیہ بھی حرام ہے۔ پس جو لوگ اپنے بزرگوں، مرشدوں، یا مرنے کے بعد اُن کے مزاروں کو سجدہ کرتے ہیں وہ بہر حال شریعتِ محمدی ﷺ کی واضح خلاف ورزی کرتے ہیں اور بلا شبہ اُن کا یہ عمل صورۃً شرک ہے۔

PDF Compressor Free Version

بیویوں کے حقوق

✪ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ)) (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ آدمی تم میں سے زیادہ اچھا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔"

تشریح: بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا نہ صرف انسانیت کا اعلیٰ شرف[1] ہے بلکہ ایمان کے بلند درجہ پر فائز ہونے کی علامت ہے۔ ترمذی شریف میں یہ روایت بھی ہے کہ "کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے بہتر ہے"۔ اِس حدیث کی رُو سے جو شخص جتنا زیادہ خوش اخلاق ہوگا وہ اتنا ہی کامل ایمان والا ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں کامل ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ حسنِ اخلاق کا معاملہ کرے اور حسنِ اخلاق کی اوّلین حق دار انسان کی بیوی ہے۔

پڑوسی کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مسلسل وصیت اور تاکید

✪ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ)) (رواہ البخاری ومسلم)

(۱) بلندی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ کے خاص قاصد) حضرت جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کے حق کے بارے میں مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ وہ اُسے وارث قرار دیں گے۔"

تشریح: پڑوسی کے حق اور اُس کے ساتھ اکرام و رعایت کا رویہ رکھنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مسلسل تاکیدی احکامات نازل فرمائے۔ اِن احکامات کے تسلسل اور اِن میں تاکید کی شدت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمان ہوا کہ شاید ایک شخص کے ورثاء میں اُس کے پڑوسی کو بھی شامل کر دیا جائے گا۔ یعنی حکم آ جائے گا کہ کسی کے انتقال کے بعد جس طرح اُس کے والدین، اولاد اور دوسرے اقارب اُس کے ترکہ کے وارث ہوتے ہیں، اِسی طرح پڑوسی کا بھی اُس ترکہ میں حصہ ہوگا۔ پڑوسیوں کے حق کی اہمیت کے اظہار کے لیے یہ ایک نہایت مؤثر اور بلیغ اسلوب[1] ہے۔

✪ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ)) قِيْلَ وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((اَلَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ کی قسم! اُس میں ایمان نہیں، اللہ کی قسم! وہ صاحبِ ایمان نہیں۔" عرض کیا گیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کون شخص؟" (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس بدنصیب شخص کے بارے میں قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ وہ مومن نہیں اور اُس میں ایمان نہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وہ آدمی جس کے پڑوسی اُس کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے امن اور سکون میں نہ ہوں۔"

(۱) کامل انداز

PDF Compressor Free Version

تشریح: حدیثِ مبارکہ کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد کس قدر جلال سے معمور ہے اور جس وقت آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہوگا اُس وقت آپ ﷺ کی کیفیت اور آپ ﷺ کے خطاب کا انداز کیا ہوگا۔ بہرحال اِس پُرجلال ارشاد کا مدعا اور پیغام یہی ہے کہ مومنوں کے لیے لازم ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ اور رویہ ایسا شریفانہ رہے کہ وہ اُن کی طرف سے بالکل مطمئن اور بے خوف رہیں۔ اُن کے دل و دماغ میں بھی اُن کے بارے میں کوئی اندیشہ اور خطرہ نہ ہو۔ اگر کسی مسلمان کا یہ حال نہیں ہے اور اُس کے پڑوسی اُس سے امن میں نہیں ہیں تو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ حقیقی ایمان کی دولت سے محروم ہے۔

کمزور اور حاجت مندوں کے حقوق

✪ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَبَضَ یَتِیْمًا مِنْ بَیْنِ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی طَعَامِہٖ وَشَرَابِہٖ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ اِلَّا أَنْ یَعْمَلَ ذَنْبًا لَا یُغْفَرُ لَہٗ)) (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو لے لیا اور اپنے کھانے پینے میں شریک کر لیا تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائے گا، اِلّا یہ کہ اُس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جو ناقابلِ معافی ہو۔“

تشریح: یہ حدیثِ مبارکہ بشارت دے رہی ہے کہ یتیم کی کفالت و پرورش کرنا ایسی محبوب و مقبول نیکی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی نیکی کرنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ البتہ ساتھ ہی خبردار کیا گیا کہ یہ بشارت اُس کے لیے ہے جو کسی ایسے سخت گناہ کا مرتکب نہ ہو جو اللہ کے نزدیک ناقابلِ معافی ہے جیسے شرک، کفر اور خونِ ناحق وغیرہ۔ دراصل یہ تنبیہ اِس طرح کی تمام تبشیری احادیث میں ملحوظ ہوتی ہے، اگرچہ الفاظ میں

مذکور نہ ہو۔ یہ قاعدہ و کلیہ ہے کہ ناقابلِ معافی گناہ انسان کو نیکیوں کے اجر سے محروم کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

✪ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَسَّرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی مومن کی کوئی دنیوی تکلیف اور پریشانی دور کرے گا، اللہ تعالیٰ (اِس کے عوض) اُسے قیامت کے دن کی تکلیف اور پریشانی سے نجات دے گا اور جو (قرض خواہ) کسی تنگ دست مقروض کو (قرضے کی وصولی کے سلسلہ میں) سہولت دے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو دنیا اور آخرت میں سہولت دے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا اور جو کوئی بندہ جب تک اپنے کسی بھائی کی امداد و اعانت کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرتا رہے گا۔“

✪ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِکُمْ خَادِمُہٗ طَعَامَہٗ ثُمَّ جَاءَہٗ بِہٖ وَقَدْ وَلِیَ حَرَّہٗ وَدُخَانَہٗ فَلْیُقْعِدْہُ مَعَہٗ فَلْیَاْکُلْ فَاِنْ کَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْھًا قَلِیْلًا فَلْیَضَعْ فِیْ یَدِہٖ مِنْہُ اُکْلَۃً اَوْ اُکْلَتَیْنِ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا خادم اُس کے لیے کھانا تیار کرے، پھر وہ اُس کے

PDF Compressor Free Version

پاس لے کر آئے ...... اور اُس نے پکانے اور بنانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے تو آقا کو چاہیئے کہ کھانا تیار کرنے والے اُس خادم کو بھی کھانے میں اپنے ساتھ بٹھائے اور وہ بھی کھائے ..... پس اگر کبھی وہ کھانا تھوڑا ہو (جو دونوں کے لیے کافی نہ ہو سکے) تو آقا کو چاہیئے کہ اُس کھانے میں سے ایک دو لقمے ہی اس خادم کو دے دے۔"

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں جن گھروں میں غلام یا باندیاں ہوتی تھیں، کھانے پکانے جیسے خدمت کے کام اُنہی سے لیے جاتے تھے۔ اُن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ جب وہ کھانا پکا کے لائیں تو اُنہیں اپنے کھانے میں شریک کرلو اور ساتھ بٹھا کر کھلاؤ۔ اگر کھانا کم ہو تب بھی اُنہیں اُس میں سے کچھ حصہ ضرور دو، کیونکہ اُنہوں نے اُس کے پکانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف برداشت کی ہے۔ ہمارے زمانہ میں اِسی بنیاد پر یہی حکم کھانا پکانے والے نوکروں اور نوکرانیوں کے لیے ہوگا۔

✪ عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ شُعَیۡبٍ عَنۡ اَبِیۡهِ عَنۡ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: ((لَیۡسَ مِنَّا مَنۡ لَّمۡ یَرۡحَمۡ صَغِیۡرَنَا وَیَعۡرِفۡ شَرَفَ کَبِیۡرِنَا))

(رواہ الترمذی)

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو آدمی ہمارے چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ نہ کرے اور بڑوں کی عزت کا خیال نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

✪ عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ: ((اَلۡمُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِ کَالۡبُنۡیَانِ یَشُدُّ بَعۡضُهٗ بَعۡضاً ثُمَّ شَبَّكَ بَیۡنَ اَصَابِعِهٖ))

(رواہ البخاری)

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے، اُس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈال کر دکھایا (کہ مسلمانوں کو اِس طرح باہم وابستہ اور پیوستہ ہونا چاہیے)۔"

تشریح: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاہتے تھے کہ مسلمان باہم متحد اور پیوستہ رہیں اور مل کر اللہ کے دین اور اُس کی حدود کی حفاظت کریں۔ مسلمانوں کا باہمی تعلق اِس طرح مضبوط ہونا چاہیے جیسے کسی عمارت کی دیواروں میں اینٹوں کا ہوتا ہے۔ عمارت کی اینٹیں باہم مل کر مضبوط قلعہ بن جاتی ہیں۔ اِسی طرح مسلمانوں کو باہم مضبوط تعلق قائم کر کے امت مسلمہ کو ایک مستحکم قلعہ بنا دینا چاہیے۔ اِس بات کی مزید وضاحت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا کہ مسلمانوں کے مختلف افراد اور طبقوں کو باہم پیوستہ ہو کر اِس طرح اُمت واحدہ بن جانا چاہیے جس طرح الگ الگ دو ہاتھوں کی یہ انگلیاں ایک دوسرے سے پیوستہ ہو کر ایک حلقہ اور گویا ایک وجود بن گئیں ہیں۔

✪ عَنۡ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ: ((وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِهٖ لَا یُؤۡمِنُ عَبۡدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیۡهِ مَا یُحِبُّ لِنَفۡسِهٖ)) (رواہ مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کوئی بندہ سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہو۔"

تشریح: ایمان کا تقاضا ہے کہ انسان جو بھلائی اپنے لیے چاہے وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔ جو انسان اپنے بھائی کے لیے خیر خواہی کے اِس جذبہ سے محروم ہے وہ

PDF Compressor Free Version

دراصل ایمان کی روح وحقیقت اور اُس کی برکات سے محروم ہے۔

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَةُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے: "ایک مسلم کے دوسرے مسلم پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک آنے پر "یَرْحَمُكَ اللهُ" کہہ کے اُس کے لیے دعائے رحمت کرنا۔"

تشریح: اِس حدیثِ مبارکہ میں روزمرہ کی عملی زندگی کی پانچ ایسی باتوں کا ذکر ہے جن سے دو مسلمانوں کا باہمی تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ اِس حدیث میں دی گئی تعلیم پر عمل سے یہ تعلق نشوونما پائے گا اور مضبوط ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حدیث میں بیان شدہ پانچوں باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ یَكُفُّ عَنْهُ ضَیْعَتَهٗ وَیَحُوْطُهٗ مِنْ وَّرَائِهٖ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، اُس کے ضرر کو اُس سے دور کرتا ہے اور اُس کے پیچھے سے اُس کی پاسبانی ونگرانی کرتا ہے۔"

تشریح: آئینہ دیکھنے والے کو اُس کے چہرے کے عیب یعنی داغ، دھبے اور بدنما نشان دکھا دیتا ہے۔ وہ یہ عیب صرف اُسی کو دکھاتا ہے، دوسروں کو نہیں دکھاتا۔ ایک مومن کے

PDF Compressor Free Version

دوسرے مومن کے لیے آئینہ ہونے کا مطلب بھی یہی ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اپنے دوسرے بھائی میں جو نامناسب اور قابلِ اصلاح بات دیکھے وہ پورے خلوص اور خیر خواہی کے ساتھ اُس کو بتائے لیکن دوسروں میں اس کی تشہیر نہ کرے۔ مومن کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے بھائی کی مشکل اور مصیبت کے وقت میں ہر ممکن مدد کرے اور اُسے ہر نقصان سے بچانے کی کوشش کرے۔ پھر جس طرح اپنی کسی عزیز ترین چیز کی ہر طرح سے پاسبانی اور نگرانی کی جاتی ہے، اِسی طرح اپنے دینی و ایمانی بھائی کی نگرانی اور پاسبانی بھی کرے۔

✪ عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِهٖ))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال (گویا اُس کا کنبہ) ہے، اِس لیے اللہ کو زیادہ محبوب اپنی مخلوق میں وہ آدمی ہے جو اللہ کی عیال (یعنی اُس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے۔"

تشریح: آدمی کے "عیال" اُن کو کہا جاتا ہے جن کی ضروریاتِ زندگی یعنی کھانے اور کپڑے وغیرہ کا وہ کفیل ہو۔ بلاشبہ اِس لحاظ سے ساری مخلوق اللہ کی "عیال" ہے۔ وہی سب کا پروردگار اور روزی رساں ہے۔ اِس نسبت سے جو آدمی اُس کی مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کا مستحق ہوگا۔

PDF Compressor Free Version

آدابِ سلام

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْئٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ، اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))

(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم جنت میں نہیں جاسکتے، جب تک کہ پورے مومن نہ ہوجاؤ (اور تمہاری زندگی ایمان والی زندگی نہ ہوجائے) اور یہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہوجائے، کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتادوں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت و یگانگت پیدا ہوجائے۔ (وہ یہ ہے کہ) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔“

تشریح: یہ حدیثِ مبارکہ آگاہ کررہی ہے کہ جنت صرف نام کا مسلمان ہونے سے نہیں ملے گی۔ اِس کے لیے کچھ شرائط ہیں جن میں سے ایک ہے مسلمانوں کی باہمی محبت اور اخوت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے اہتمام سے تعلیم دی ہے کہ ایک دوسرے کو سلام کرنے اور اس کا جواب دینے سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ البتہ ضروری ہے کہ سلام اور مصافحہ دل کے اخلاص اور پورے جوش و جذبہ سے ہو۔ عمل اگر روح اور ”جذبِ اندروں“ کے ساتھ ہوتو تب ہی اُس کی تاثیر ظاہر ہوتی ہے۔

✪ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((يَا بُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ

سے فرمایا: ”بیٹا جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو، یہ تمہارے لیے باعثِ برکت ہوگا اور تمہارے گھر والوں کے لیے بھی۔“

✪ عَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهٖ وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ))

(رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو۔ اور پھر جب گھر سے نکلو اور جانے لگو تو وداعی سلام کر کے نکلو“۔

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ))

(رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی: ”چھوٹا بڑے کو سلام کیا کرے اور راستہ سے گزرنے اور چلنے والا بیٹھے ہوؤں کو سلام کیا کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کی جماعت کو سلام کریں۔“

تشریح: یہ حدیثِ مبارکہ سلام میں پہل کرنے کے اعتبار سے رہنمائی دے رہی ہے۔ جب ایک چھوٹے اور بڑے کی ملاقات ہوتو چھوٹے کو چاہیے کہ وہ بڑے کو سلام کرے۔ جب کسی چلنے والے کا گزر کسی بیٹھے ہوئے آدمی پر ہوتو چلنے والے کو چاہیے کہ وہ سلام میں پیش قدمی کرے۔ اگر دو جماعتوں کی ملاقات ہوتو جس جماعت میں نسبتاً کم آدمی ہوں وہ زیادہ آدمیوں والی جماعت کو سلام کرنے میں پہل کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ سوار کو چاہیے کہ وہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔ سوار کو بظاہر ایک دنیوی بلندی اور بڑائی حاصل ہوتی ہے، اس لیے

اُسے حکم دیا گیا کہ وہ پیدل چلنے والوں کو سلام کر کے تواضع اور خاکساری کا اظہار کرے اور اپنی بڑائی کی نفی کرے۔

✪ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا))
(رواہ ابوداؤد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں اور اُس کے ساتھ اللہ کی حمد کریں اور اپنے لیے مغفرت طلب کریں تو اُن کی مغفرت ہو جائے گی۔"

✪ عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((تَصَافَحُوْا يَذْهَبِ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبِ الشَّحْنَاءُ))
(رواہ مالک مرسلًا)

عطاء خراسانی تابعی سے (بطریق ارسال) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم باہم مصافحہ کیا کرو اِس سے کینہ کی صفائی ہوتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اِس سے تم میں باہم محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی دور ہوگی۔"

✪ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَقّٰى جَعْفَرَ رضی اللہ عنہ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهٗ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ (رواہ ابوداؤد)

امام شعبی تابعی سے مرسلًا روایت ہے کہ: "نبی اکرم ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا استقبال کیا (جب وہ حبشہ سے واپس آئے) تو آپ ﷺ اُن کو لپٹ گئے (یعنی معانقہ فرمایا) اور دونوں آنکھوں کے بیچ میں (اُن کی پیشانی) کو بوسہ دیا۔

PDF Compressor Free Version

مجلس کے آداب

✪ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّقْعَدِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا))
(رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کوئی آدمی ایسا نہ کرے (یعنی کسی کو اس کا حق نہیں ہے) کہ کسی دوسرے کو اُس کی جگہ سے اٹھا کر خود اُس جگہ بیٹھ جائے بلکہ لوگوں کو چاہیے کہ (آنے والوں کے لیے) کشادگی اور گنجائش پیدا کریں (اور اُن کو جگہ دے دیں)۔"

✪ عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ))
(رواہ الترمذی)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو فرما رہے تھے: "جس آدمی کو اِس بات سے خوشی ہو کہ لوگ اُس کی تعظیم میں کھڑے رہیں، اُسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔"

تشریح: اِس حدیثِ مبارکہ میں بیان شدہ وعید(۱) اُس شخص کے لیے ہے جو خود یہ چاہے اور پسند کرے کہ لوگ اُس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوں۔ اُس کی یہ خواہش دراصل تکبر کی نشانی ہے اور تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ البتہ اگر کوئی آدمی خود نہ چاہے لیکن لوگ ازخود اُس کے اکرام کے لیے عقیدت و محبت کے جذبے کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو یہ بالکل دوسری بات ہے۔ ہاں! رسول اللہ ﷺ اپنے لیے لوگوں کے اِس

(۱) سزا کی دھمکی

PDF Compressor Free Version

طرح کے طرزِ عمل کو بھی ناپسند فرماتے تھے اور اُنہیں ایسا کرنے سے منع فرماتے تھے۔

✪ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُتَوَکِّأً عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا اِلَیْهِ فَقَالَ: ((لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصا کا سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم کھڑے ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم اِس طرح مت کھڑے ہو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں۔"

✪ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَکَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاهِیَتِهٖ لِذَالِكَ (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے کوئی شخصیت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب نہیں تھی، اس کے باوجود اُن کا طریقہ یہ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ جانتے تھے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند ہے۔

لیٹنے، سونے اور اٹھنے کے آداب

✪ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ یَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰی رِجْلَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰی ظَهْرِهٖ (رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی چت لیٹنے کی حالت میں اپنی ایک ٹانگ اٹھا کے دوسری

ٹانگ پر رکھے۔

تشریح: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عربوں میں عام طور سے تہبند باندھنے کا رواج تھا۔ اگر تہبند باندھ کے اِس طرح چت لیٹا جائے کہ اپنا ایک زانو کھڑا کر کے دوسرا پاؤں اُس کے اوپر رکھا جائے تو بسا اوقات ستر کھل جاتا ہے۔ غالباً اِسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح لیٹنے سے منع فرمایا۔ البتہ اگر لباس ایسا ہو کہ ستر کھل جانے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر اِس طرح لیٹنے کی ممانعت نہ ہوگی۔ واللہ اعلم!

✪ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ لَا یَرْقُدُ مِنْ لَیْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَیَسْتَیْقِظُ اِلَّا تَسَوَّكَ قَبْلَ اَنْ یَّتَوَضَّأَ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں یا دن میں جب بھی سوتے تو اُٹھ کر وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور کرتے۔

ظرافت ومزاح

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالُوا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ: ((اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں (مزاح میں بھی) حق ہی کہتا ہوں (یعنی اِس مزاح میں کوئی بات غلط اور باطل نہیں ہوتی)۔"

✪ عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا یَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْهِ الصُّبْحَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَکَانُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ فَیَاْخُذُوْنَ فِیْ اَمْرِ

PDF Compressor Free Version

الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ (رواہ مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ فجر کی نماز جس جگہ پڑھتے تھے آفتاب طلوع ہونے تک وہاں سے نہیں اٹھتے تھے۔ پھر جب آفتاب طلوع ہو جاتا تو کھڑے ہو جاتے اور (اِس دوران) صحابہ رضی اللہ عنہم زمانۂ جاہلیت کی باتیں (بھی) کیا کرتے اور اِس سلسلے میں خوب ہنستے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس مسکراتے رہتے۔

تشریح: اِس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی کبھی کبھی مسجدِ نبوی میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک مجلس میں بھی زمانۂ جاہلیت کی ایسی لغویات وخرافات کا بھی تذکرہ کیا کرتے تھے جن پر خوب ہنسی آتی تھی۔ جامع ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ مزید ہیں "وَيَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ" یعنی اس سلسلۂ گفتگو میں وہ اشعار بھی پڑھتے اور سناتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سب کچھ سنتے اور اُس پر تبسم فرماتے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اِس طرح کا بے تکلفی کا برتاؤ نہ کرتے تو اُن حضرات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا رُعب چھایا رہتا جو استفادہ میں رکاوٹ بنتا۔ حضرات مشائخ صوفیہ کی اصطلاح میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزول تھا اِس کے بغیر مقصدِ رسالت کی تکمیل نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ بات ملحوظ رہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہنسنا غافلین کا سا ہنسنا نہیں ہوتا تھا جو قلوب کو مردہ کر دیتا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں "شرح السنہ" کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہنسا بھی کرتے تھے؟ اُنہوں نے فرمایا: ہاں، بے شک! وہ حضرات ہنسنے کے موقع پر ہنستے بھی تھے، لیکن اُس وقت بھی اُن کے قلوب میں ایمان پہاڑوں سے عظیم تر ہوتا تھا۔ اِسی طرح مشکوٰۃ المصابیح میں "شرح السنہ" کے حوالے ہی سے ایک تابعی بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ وہ

ایمانیات، اخلاقیات اور معاملات

مقررہ نشانیوں کے درمیان دوڑا کرتے تھے (جس طرح بچے اور نوجوان کھیل اور مشق کے لیے دوڑ میں مقابلہ کیا کرتے ہیں) اور باہم ہنستے ہنساتے بھی تھے، پھر جب رات ہو جاتی تو بس درویش ہو جاتے تھے۔

جمائی لینے و چھینکنے کے آداب

✪ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ اَخُوْهُ اَوْصَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ))

(رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اُسے چاہیے کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے اور اُس کا جو بھائی یا ساتھی اُس کے پاس ہو وہ کہے "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" (تم پر اللہ کی رحمت ہو) اور جب یہ بھائی "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" (کا دعائیہ کلمہ) کہے تو چاہیے کہ چھینکنے والا (اِس کے جواب میں یہ دعائیہ کلمہ) کہے "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمہارے حالات درست فرما دے)۔"

تشریح: چھینک کے ذریعہ نقصان دہ مواد انسانی دماغ سے نکل جاتا ہے۔ اگر یہ نہ نکلے تو انسان کے لیے تکلیف یا بیماری کا باعث بن جائے۔ گویا چھینک کا آنا انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ اس لیے ہدایت فرمائی گئی کہ جسے چھینک آئے وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے۔ جو کوئی اُس کے پاس ہو وہ کہے "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ"۔ پھر چھینکنے والا اِس دعا دینے والے بھائی کو کہے "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ"۔ غور فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس تعلیم و ہدایت نے ایک چھینک کو انسان کے لیے اللہ کی کیسی یاد، شکر اور رحمت کا وسیلہ بنا دیا ہے۔

PDF Compressor Free Version

✪ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلٰثًا فَمَا زَادَ فَإِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا)) (رواہ الترمذی)

عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "چھینکنے والے کو تین دفعہ تو "یَرْحَمُكَ اللهُ" ہو اور اس سے زیادہ چھینکیں آئیں تو اختیار ہے چاہے "یَرْحَمُكَ اللهُ" کہو چاہے نہ کہو۔"

✪ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَائَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ: هَا، ضَحِكَ الشَّيْطَانُ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو چاہیے کہ وہ اِسے امکانی حد تک روکنے کی کوشش کرے۔ جب تم سے کوئی جمائی آنے پر ہا کی آواز نکالتا ہے تو شیطان اُس پر ہنستا ہے۔"

✪ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((إِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فِيْهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو چاہیے کہ وہ اپنا ہاتھ رکھ کے منہ بند کر لے کیونکہ شیطان داخل ہو جاتا ہے۔"

تشریح: جمائی لیتے ہوئے آدمی کا منہ بہت بدنما انداز میں کھل جاتا ہے، ہا ہا کی مکروہ آواز منہ سے نکلتی ہے اور چہرہ کی قدرتی شکل بدل کر ایک بدنما ہیئت ہو جاتی ہے۔ اِن

چیزوں کے انسداد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس حدیثِ مبارکہ میں ہدایت فرمائی ہے کہ جب جمائی آئے تو ہاتھ سے منہ کو بند کر لینا چاہئے۔ اس طرح کرنے سے منہ نہیں کھلے گا، مکروہ آواز پیدا نہیں ہوگی اور چہرہ کی ہیئت بھی زیادہ نہیں بگڑے گی۔

کھانے پینے، لباس اور وضع قطع کے آداب

✪ عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ اَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: ((بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ)) (رواہ الترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا باعثِ برکت ہے۔ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے سے پہلے اور اِس کے بعد ہاتھ اور منہ کا دھونا باعثِ برکت ہے۔

تشریح: قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جو تعلیم و ہدایت سابقہ انبیاءؑ کے ذریعہ آتی رہی، اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اُس کی تکمیل فرمائی ہے (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ)۔ تورات میں آدابِ طعام کے سلسلے میں صرف کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی ترغیب دی گئی تھی اور اِسے باعثِ برکت بتایا گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کھانے سے پہلے بھی ہاتھ اور منہ دھو لینے (یعنی کلی کر لینے) کی ترغیب دی گئی، اور اِسے باعثِ برکت قرار دیا گیا۔

اِس حدیثِ مبارکہ میں اور بعض دیگر احادیث میں بھی ہاتھ اور منہ دھونے کے لیے "وضو" کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے۔ اِس سے وہ وضو مراد نہیں جو نماز کے لیے کیا جاتا ہے، بلکہ بس ہاتھ منہ دھونا ہی مراد ہے۔ کھانے کا وضو بس یہ ہے کہ ہاتھ اور منہ جو کھانے میں استعمال ہوتے ہیں اُن کو دھو لیا جائے اور ان کی صفائی کر لی جائے۔ بعض حدیثوں میں اِس سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا لیا گیا ہے۔ صفائی اور اُصولِ صحت کا تقاضا بھی یہی

PDF Compressor Free Version

ہے کہ ہاتھ اور منہ جو کھانے کے آلے ہیں، کھانے سے پہلے بھی اُن کو دھوکر اچھی طرح صاف کرلیا جائے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی اُنہیں دھوکر صاف کرلیا جائے۔ یہ حکم اُسی صورت میں ہوگا جبکہ کھانے میں ہاتھ استعمال کیا جائے۔ اگر بالفرض ہاتھ کھانے کو نہ لگے مثلاً چمچے ہی سے کھایا جائے تو یہ حکم نہ ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "حجۃ البالغہ" میں اِس حدیثِ مبارکہ اور کھانے میں برکت کے سلسلہ کی بعض دوسری احادیث کا حوالہ دے کر لفظ برکت کی وسعت کو واضح کیا ہے۔ اُن کے فرمودات کا حاصل یہ ہے کہ کسی کھانے میں برکت ہونے کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ غذا کا جو اصل مقصد ہے وہ اچھی طرح حاصل ہو۔ کھانا رغبت اور لذت کے ساتھ کھایا جائے۔ طبیعت کو سیری نصیب ہو اور جی خوش ہو۔ تھوڑی سی مقدار کافی ہو۔ اِس سے صالح خون پیدا ہوکر جزوِ بدن بنے۔ اِس کا نفع دیرپا ہو۔ اِس سے نفس کی طغیانی اور غفلت نہ پیدا ہو بلکہ شکر اور طاعت کی توفیق ملے۔ دراصل یہ سب اُس حقیقت کے آثار ہیں جس کو حدیث میں برکت کہا گیا ہے۔ کنز العمال میں معجم اوسط طبرانی کے حوالے سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا دافع فقر ہے اور انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے۔"

✪ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الشُّرْبِ وَالْاَكْلِ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

(رواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتن میں پینے اور کھانے سے منع فرمایا۔

✪ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((سَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ))

(رواہ مسلم)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں (بچپن میں) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوشِ شفقت میں پرورش پارہا تھا تو (کھانے کے وقت) میرا ہاتھ پلیٹ میں ہر طرف چلتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ (کھانے سے پہلے) بسم اللہ پڑھا کرو اور اپنے داہنے ہاتھ سے اور اپنے سامنے ہی سے کھایا کرو۔

✪ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ: ((اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيَّةِ الْبَرَكَةُ)) (رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ (کھانے کے بعد) انگلیوں کو چاٹ لیا جائے اور برتن کو بھی صاف کرلیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں کہ کھانے کے کس ذرّہ اور کس جز میں برکت کا خاص اثر ہو۔

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کھانا عطیہ خداوندی ہے۔ اِس کے ایک ایک ذرّہ کی قدر کی جانی چاہیے۔ کچھ معلوم نہیں کہ کس جز میں اللہ تعالیٰ نے خاص برکت رکھی ہے۔ اِس لیے کھانے کے جو اجزاء انگلیوں پر لگے رہ جائیں اُن کو چاٹ کر استعمال کرلیا جائے۔ اِسی طرح جو کچھ برتن میں لگا رہ جائے اس کو بھی اللہ کا رزق سمجھ کر چاٹ لیا جائے۔ اِس میں اللہ تعالیٰ کے رزق کی قدردانی بھی ہے اور اُس کے سامنے اپنی محتاجی کا اظہار بھی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا تھا:

(رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾) (القصص:24)

"پروردگار! تو جو کچھ مجھے عطا فرمائے میں اُسی کا محتاج ہوں"۔

PDF Compressor Free Version

✪ عَنْ نُبَیْشَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَکَلَ فِیْ قَصْعَةٍ فَلَحِسَهَا اِسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ)) (رواہ الترمذی)

حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی قصعہ (طباق یا لگن) میں کھائے اور اُس کو بالکل صاف کردے (کہ اُس میں کچھ لگا نہ رہ جائے) تو وہ قصعہ اُس آدمی کے حق میں مغفرت کی دعا کرتا ہے۔“

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ وَفِیْ یَدِهٖ غَمْرٌ وَلَمْ یَغْسِلْهُ فَاَصَابَهٗ شَیْئٌ فَلَا یَلُوْ مَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی رات کو اِس حال میں سوجائے کہ اُس کے ہاتھ میں کھانے کی چکنائی کا اثر اور اُس کی بو ہو اور اِس کی وجہ سے اُسے کوئی گزند پہنچ جائے (مثلاً کوئی کیڑا کاٹ لے) تو وہ بس اپنے ہی آپ کو ملامت کرے (اور اُسے اپنی ہی غلطی اور غفلت کا نتیجہ سمجھے)۔“

تشریح: حدیثِ مبارکہ کا مدعا یہ ہے کہ کھانے کے بعد خاص کر جب ہاتھ میں چکنائی وغیرہ کا اثر ہو تو ہاتھوں کو اِس طرح دھولیا جائے کہ وہ اثر باقی نہ رہے۔ یہ حکم استحباب کے درجہ میں ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بعض اوقات کھانے کے بعد ہاتھ نہیں بھی دھوئے جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہوگا۔

کھانے کے بعد صرف ہاتھ پونچھ لینا

✪ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِنِ الزُّبَیْدِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَکَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ طَعَامًا فِی الْمَسْجِدِ لَحْمًا قَدْ شُوِیَ فَمَسَحْنَا اَیْدِیَنَا بِالْحَصْبَاءِ ثُمَّ قُمْنَا نُصَلِّیْ وَلَمْ نَتَوَضَّأْ (رواہ ابنِ ماجہ)

حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں کھانا کھایا جو گوشت تھا بھنا ہوا پھر اپنے ہاتھ سنگریزوں سے پونچھ ڈالے (جو مسجد میں بچھے ہوئے تھے)۔ پھر ہم کھڑے ہوگئے، ہم نے نماز پڑھی اور ہم نے ہاتھ اور منہ نہیں دھوئے۔

تشریح: محسوس ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اور منہ نہ دھونا یہ ظاہر کرنے کے لیے تھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا کوئی فرض یا واجب نہیں اور اِس کے بغیر بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اُمّت کو رخصت اور جواز کی حدود سکھانے کے لیے بسا اوقات اولیٰ اور افضل کو ترک کردیتے تھے، اور معلم اور ہادی ہونے کی حیثیت سے ایسا کرنا آپ ﷺ کے لیے ضروری تھا۔

ساتھ کھانے میں برکت ہے

✪ عَنْ وَحْشِیِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللهِ! اِنَّا نَاْکُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ: ((لَعَلَّکُمْ تَفْتَرِقُوْنَ؟)) قَالُوْ نَعَمْ، قَالَ: ((فَاجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللهِ یُبَارَكْ لَکُمْ فِیْهِ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بن حرب سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا حال یہ ہے کہ کھانا کھاتے ہیں لیکن سیری حاصل نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو“ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہاں، الگ الگ کھاتے ہیں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”تم کھانے پر ایک ساتھ بیٹھا کرو! اور اللہ کا نام لے کر یعنی بسم اللہ کرکے (اجتماعی طور پر) کھایا کرو، پھر تمہارے واسطے اِس کھانے میں برکت ہوگی اور طبیعت کو سیری حاصل ہوجایا کرے گی۔“

✪ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ)) (رواہ احمد)

حضرت ابوسعید خدری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُس کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ))

”ساری حمد و ستائش اُس اللہ پاک کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔“

تشریح: کھانے کا عمل بظاہر خالص مادی عمل اور ایک بشری تقاضا ہے۔ البتہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا اور آخر میں اللہ کی حمد کرنا اور اُس کا شکر ادا کرنا اس عمل کو نورانی و روحانی بنا دیتا ہے اور اُس پر خدا پرستی اور عبادت کا رنگ چڑھا دیتا ہے۔

ایک سانس میں پانی نہ پیا جائے

✪ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلٰثًا وَیَقُوْلُ اِنَّہٗ اَرْوٰی وَاَبْرَأُ وَاَمْرَأُ (رواہ مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پینے میں تین دفعہ سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اِس طرح درمیان میں سانس لے لے کر پینے سے زیادہ سیرابی حاصل ہوتی ہے اور یہ زیادہ صحت بخش اور معدہ کے لیے زیادہ خوش گوار ہے۔

پینے کے برتن میں نہ سانس لیا جائے نہ پھونکا جائے

✪ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَھٰی اَنْ یُّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ اَوْ یُنْفَخَ فِیْہِ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

PDF Compressor Free Version

پینے کے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: بعض لوگ برتن سے پانی پیتے پیتے اِسی میں سانس لیتے ہیں۔ اِس حدیثِ مبارکہ میں اِس سے منع فرمایا گیا ہے اور اِس کی بھی ممانعت کی گئی ہے کہ برتن میں پھونک ماری جائے۔ یہ دونوں باتیں ناپسندیدہ اور تہذیب و سلیقہ کے خلاف ہیں اور صحت کے لیے بھی مضر ہیں۔

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت

✪ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَّہٗ نَھٰی اَنْ یَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا (رواہ مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص کھڑے ہو کر کچھ پیے۔

تشریح: کھڑے ہونے کی حالت میں کوئی مشروب پینا پسندیدہ نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام معمول بیٹھ کر ہی پینے کا تھا۔ البتہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے ہونے کی حالت میں بھی پانی پیتے دیکھا ہے۔ اِس سلسلہ کی مختلف احادیث و روایات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہونے کی حالت میں بھی پانی پیا ہے۔ ممکن ہے اُس وقت ایسا کرنے کا کوئی خاص سبب ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف کھڑے ہو کر پینے کا جواز ظاہر کرنے کے لیے ایسا کیا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض اوقات یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ جائز یہ بھی ہے اور اِس کی بھی گنجائش ہے، افضل و اولیٰ کے خلاف بھی عمل کر لیتے تھے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا تعلیم کی نیت سے کرتے تھے اِس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اُس وقت یہی اولیٰ و افضل ہوتا تھا۔ واللہ اعلم!

PDF Compressor Free Version

شراب پینے کی ممانعت

✪ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((اِنَّ اللهَ تَعَالٰی بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَهُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ وَاَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرَ وَالْاَوْثَانِ وَالصَّلِیْبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ وَحَلَفَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا یَشْرَبُ عَبْدٌ مِّنْ عَبِیْدِیْ جَرْعَةً مِنْ خَمْرٍ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنَ الصَّدِیْدِ مِثْلَهَا وَلَا یَتْرُكُهَا مِنْ مَّخَافَتِیْ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنْ حِیَاضِ الْقُدُسِ)) (رواہ احمد)

حضرتِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عالَم کے لیے رحمت اور سب کے لیے وسیلہ ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے پروردگار عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے معازف ومزامیر (یعنی ہر طرح کے باجوں)، بت پرستی اور صلیب پرستی کو مٹا دینے کا اور تمام رسوماتِ جاہلیت کو ختم کر دینے کا، اور میرے رب عزوجل نے عہد کر رکھا ہے کہ قسم ہے میری عزت و جلال کی! میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیئے گا تو میں آخرت میں اس کو اتنا ہی لہو و پیپ ضرور پلاؤں گا۔ اور جو بندہ میرے خوف سے شراب کو چھوڑ دے گا تو میں ضرور آخرت کے قُدسی حوضوں کی شرابِ طہور اُسے نوش کراؤں گا۔

تشریح: یہ حدیثِ مبارکہ رہنمائی دے رہی ہے کہ چند اصلاحی کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقاصد میں سے ہیں۔ بت پرستی اور صلیب پرستی کا قلع قمع کرنا، زمانۂ جاہلیت کی جاہلی رسومات کو ختم کرنا اور معازف ومزامیر یعنی ہر قسم کے باجوں کے رواج کو مٹانا۔ معازف اُن باجوں کو کہا جاتا ہے جو ہاتھ سے بجائے جاتے ہیں جیسے ڈھولک طبلہ، ستار، سارنگی وغیرہ اور مزامیر وہ باجے ہیں جو منہ سے بجائے جاتے یں جیسے شہنائی اور بانسری

وغیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مذکورہ بالا خرافات کو مٹانے آئے تھے لیکن آج بدقسمتی سے اُن ہی کے نام لیوا اِن خرافات کو رواج دے رہے ہیں۔ غمی کے موقع پر بِدعات، خوشی کے موقع پر جاہلانہ رسومات اور موسیقی سے شغف کا معاملہ بڑھتا جا رہا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ بزرگانِ دین کے مزارات پر عرسوں کے نام سے جو میلے ہوتے ہیں اُن میں دوسری خرافات کے علاوہ معازف ومزامیر کا بھی وہ زور ہوتا ہے کہ فسق وفجور کے کسی تماشے میں بھی اِس سے زیادہ نہ ہوتا ہوگا۔ مزارات پر یہ سب کچھ ثواب سمجھ کر کیا جا رہا ہے، شیطان کے مشن کو کامیاب کیا جا رہا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن اور بزرگانِ دین کی تعلیمات کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔

حدیثِ مبارکہ کے آخری حصہ میں شراب پینے والوں کے بارے میں اور خدا کے خوف سے شراب سے بچنے والوں کے بارے میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ کسی وضاحت اور تشریح کا محتاج نہیں۔ اے اللہ! ہمیں اپنے اُن بندوں میں شامل فرما جو تیرے عذاب کی پکڑ کے خوف سے تیری نافرمانیوں سے بچتے ہیں اور ہمیں جنت کے قُدسی حوضوں کی شرابِ طہور سے سیراب فرما۔ آمین!

شراب کے حوالے سے دس آدمیوں پر لعنت

✪ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الْخَمْرِ عَشْرَةً عَاصِرَهَا وَ مُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَیْهِ وَسَاقِیَهَا وَبَائِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِیْ لَهَا وَالْمُشْتَرَاةُ لَهٗ

(رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کے سلسلہ میں (اِس سے تعلق رکھنے والے) دس آدمیوں پر لعنت کی۔ ایک (انگور وغیرہ سے) شراب نچوڑنے والے پر (اگرچہ کسی دوسرے کے لیے نچوڑے) اور دوسرا اپنے واسطے نچوڑنے والے پر اور تیسرا اُس کے

PDF Compressor Free Version

پینے والے پر اور چوتھا اُس پر جو شراب کو لے کر جائے اور پانچواں اُس پر جس کے لیے وہ لے جائی جائے اور چھٹا ساقی یعنی پلانے والے پر اور ساتواں اُس کے بیچنے والے پر اور آٹھواں اُس پر جو اُسے فروخت کر کے اُس کی قیمت کھائے اور نواں اُس کے خریدنے والے پر اور دسواں اُس پر جس کے لیے وہ خریدی جائے۔

نشہ آور شے کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے

✪ عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ)) (رواہ الترمذی)

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس شے کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اُس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔“

تشریح: بعض لوگ کہتے ہیں کہ دراصل ممنوع شراب نہیں، نشہ میں آنا ہے۔ ہم تھوڑی مقدار میں شراب پیتے ہیں جس سے ہمیں نشہ نہیں آتا۔ یہ حدیثِ مبارکہ اُن کی اِس گمراہی کا رَدّ کر رہی ہے۔ بعض فقہاء نے اِس حدیث کی بنیاد پر تمباکو کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا ہے کیونکہ اُس کا بھی زیادہ مقدار میں استعمال انسان کو نشہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

✪ عَنْ اَبِيْ مَالِكِ الْاَ شْعَرِيِّ ؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابو مالک اشعری ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ میری اُمت میں کچھ لوگ شراب پئیں گے اور (از راہ فریب) اُس کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے۔

لباس کے احکام وآداب

✪ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) (رواہ البخاری)

حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”جو کوئی اپنا کپڑا استکبار اور فخر کے طور پر زیادہ نیچا کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی طرف نظر بھی نہ اٹھائے گا۔“

✪ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، وَمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ يَقُوْلُ ثَلَاثًا: لَا يَنْظُرُ اللهُ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا)) (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے کہ مومن بندہ کے لیے تہبند باندھنے کا طریقہ (یعنی بہتر اور اولیٰ صورت) یہ ہے کہ نصف ساق تک (یعنی پنڈلی کے درمیانی حصہ تک ہو) اور نصف ساق اور ٹخنوں کے درمیان تک ہو تو یہ بھی گناہ نہیں ہے، یعنی جائز ہے۔ اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ ٹخنوں سے نیچے والا حصہ جہنم میں ہے (راوی کہتے ہیں کہ) یہ بات آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائی۔ (اِس کے بعد فرمایا) اللہ اُس آدمی کی طرف نگاہ اٹھا کے بھی نہ دیکھے گا جو از راہِ فخر و تکبر اپنی تہبند گھسیٹ کر چلے گا۔

تشریح: مومن کے لیے اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ اُس کا تہبند (اور اِسی طرح پاجامہ) نصف پنڈلی تک ہو، اور ٹخنوں کے اوپر تک ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن اس سے نیچے جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے اور اِس پر جہنم کی وعید ہے۔ البتہ یہ وعید اُسی صورت میں ہے

PDF Compressor Free Version

جبکہ لباس ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کا محرک اور باعث استکبار اور فخر و غرور کا جذبہ ہو۔

اِن احادیث میں فخر اور غرور والا لباس پہننے والوں کو یہ سخت وعید سنائی گئی ہے کہ وہ روزِ قیامت یعنی ایک ایسے دن اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت سے محروم رہیں گے جس دن ہر بندہ اپنے ربِ کریم کی نگاہِ رحم و کرم کا سب سے زیادہ محتاج اور آرزومند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس دن اُنہیں بالکل ہی نظر انداز کردے گا اور اُن کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔ کیا انتہا ہے محرومی اور بدبختی کی۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا!

✪ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ: ((اُحِلَّ الذَّھَبُ وَالْحَرِیْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِیْ وَحُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِھَا))

(رواہ النسائی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونا اور ریشمی کپڑے کا استعمال میری اُمت کی عورتوں کے لیے حلال اور جائز ہے اور مردوں کے لیے حرام ہے۔

تشریح: دیگر احادیث سے یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ مردوں کے لیے وہ کپڑا احرام و ناجائز ہے جو خالص ریشم سے بنایا گیا ہو یا اُس میں ریشم غالب ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو جائز ہے۔ اِسی طرح ایسا کپڑا بھی مردوں کے لیے ناجائز ہے جو ریشمی نہ ہو لیکن اُس پر نقش و نگار ریشم سے بنائے گئے ہوں، یا دو چار انگل کا ریشمی حاشیہ ہو۔

✪ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ

(رواہ ابوداؤد)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن مردوں پر لعنت فرمائی جو زنانہ لباس پہنیں اور اُن عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردانہ لباس پہنیں۔"

✪ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: ((کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَا لَمْ یُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَلَا مَخِیْلَۃٌ)) (رواہ النسائی)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اجازت ہے خوب کھاؤ، پیو، دوسروں پر صدقہ کرو اور کپڑے بنا کر پہنو، بشرطیکہ اسراف اور نیت میں فخر و استکبار نہ ہو۔"

تشریح: اِس حدیث مبارکہ میں رہنمائی دی گئی کہ انسان احکاماتِ شریعت کا پاس کرتے ہوئے جو چاہے سو کھائے اور پیے اور جس طرح کا لباس چاہے پہنے۔ البتہ اسراف اور تکبر کے اظہار سے بچے۔

سادگی اور خستہ حالی بھی ایک ایمانی رنگ ہے

✪ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَکَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یَوْمًا عِنْدَہُ الدُّنْیَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: ((اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ الْبَذَاذَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ اِنَّ الْبَذَاذَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ))

(رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے دنیا کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "کیا تم سنتے نہیں کیا تم سنتے نہیں (یعنی سنو اور غور سے سنو اور یاد رکھو) کہ سادگی اور خستہ حالی بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے"، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکرر ارشاد فرمایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری سادگی و خستہ حالی اور زینت و آرائش کی طرف سے بے فکری یا کم توجہی، اندرونی ایمانی کیفیت سے پیدا ہوتی

PDF Compressor Free Version

ہے۔ یہ ایمان ہی کا ایک شعبہ، رنگ اور علامت ہے۔

لباس میں خاکساری اور تواضع پر انعام واکرام

✪ عَنْ مُعَاذِبْنِ اَنَسِ نِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا)) (رواہ الترمذی)

معاذ بن انس جہنی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو بندہ بڑھیا لباس کی استطاعت کے باوجود ازراہِ تواضع وانکساری اُس کو استعمال نہ کرے (اور سادہ معمولی لباس ہی پہنے) تو اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے بُلا کر اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے جوڑوں میں سے جو جوڑا پسند کرے اُس کو زیب تن کرے۔“

تشریح: اِس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اُن بندوں کے لیے بشارت ہے جو مالدار ہونے کے باوجود قیمتی لباس نہیں پہنتے اور ایسا اِس لیے کرتے ہیں تاکہ دوسروں پر کوئی بڑائی ظاہر نہ ہو یا کوئی غریب ونادار فرد احساسِ کمتری میں مبتلا نہ ہو۔ بلاشبہ یہ بہت ہی مبارک اور پاکیزہ جذبہ ہے۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اُنہیں اختیار دے گا کہ وہ اہلِ جنت کے لیے تیار کردہ لباس کے اعلیٰ جوڑوں میں سے جو چاہیں زیب تن کر لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکورۂ بالا احادیث میں لباس کے حوالے سے بیان شدہ احکام و آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا لباس زیب تن فرماتے تھے جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے اور علاقے میں رواج تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس میں تہبند، کرتا، چادر، ٹوپی اور عمامہ شامل تھے۔ یہ کپڑے اکثر و بیشتر معمولی سوتی قسم کے ہوتے تھے۔ کبھی کبھی دوسرے

علاقوں کے بنے ہوئے ایسے بڑھیا قیمتی کپڑے بھی پہن لیتے تھے جن پر ریشمی حاشیہ یا نقش ونگار بنے ہوتے تھے۔ اِسی طرح کبھی کبھی بہت خوش نما یمنی چادریں بھی زیب تن فرما لیتے تھے جو اُس زمانے کے خوش پوشوں کا لباس تھا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اپنے ارشادات اور طرزِ عمل سے یہ تعلیم دی کہ کھانے پینے کی طرح لباس کے بارے میں بھی وسعت ہے۔ اللہ کی طے کردہ حدود کی پابندی کے ساتھ معمولی یا قیمتی اور علاقائی وقومی لباس پہنا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُمت کے اُن اصحابِ صلاح وتقویٰ نے جن کی زندگی میں اتباعِ سنت کا حد درجہ اہتمام تھا، یہ ضروری نہیں سمجھا کہ بس وہی لباس استعمال کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استعمال فرماتے تھے۔ دراصل لباس ایسی چیز ہے کہ تمدن کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ اِس میں تبدیلی واقع ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ اِسی طرح علاقوں کی جغرافیائی وموسمی خصوصیات اور بعض دوسرے عوامل بھی لباس کی وضع قطع اور نوعیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ ممکن نہیں ہے کہ ساری دنیا کے لوگوں کا لباس یکساں ہو، یا کسی قوم یا کسی علاقے کا لباس ہمیشہ ایک ہی رہے۔ اِس لیے شریعت میں کسی خاص قسم اور خاص وضع کے لباس کی پابندی نہیں لگائی گئی۔ ہاں ایسے اصولی احکام دیے گئے ہیں جن کی ہر زمانے میں اور ہر جگہ بہ سہولت پابندی کی جا سکتی ہے۔

✪ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِيَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب نکالنے لگے تو پہلے بائیں پاؤں سے نکالے (الغرض) داہنا پاؤں جوتا پہننے میں مقدم اور نکالنے میں مؤخر ہو۔

تشریح: سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ انسان ادنیٰ سے اعلیٰ حالت میں جاتے ہوئے کام کا

PDF Compressor Free Version

آغاز داہنے اعضاء سے کرے اور اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف لوٹتے ہوئے کام کا آغاز باہنے اعضاء سے کرے۔ اِس حدیثِ مبارکہ میں اِسی سنت کا بیان ہے۔

✪ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رَاٰی خَاتِمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ وَقَالَ: ((يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ)) فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خُذْ خَاتِمَكَ اِنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دی اور ارشاد فرمایا کہ: "تم میں سے کسی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی خواہش سے دوزخ کا انگارہ لے کر اپنے ہاتھ میں پہن لیتا ہے (یعنی مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی گویا دوزخ کی آگ ہے جو اُس نے شوق سے ہاتھ میں لے رکھی ہے)۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے تو کسی نے اُن صاحب سے کہا (جن کے ہاتھ سے سونے کی انگوٹھی نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھینک دی تھی) کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور (کسی طرح) اپنے کام میں لے آؤ (مثلاً فروخت کر دو، یا گھر کی خواتین میں سے کسی کو دے دو) اُن صاحب نے کہا اللہ کی قسم! میں کبھی بھی اُس شے کو نہیں اُٹھاؤں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھینک دیا ہے۔"

تشریح: اِس حدیثِ مبارکہ کی رُو سے مَردوں کے لیے سونے کا استعمال حرام ہے خواہ وہ چھوٹی سی انگوٹھی کی صورت ہی میں کیوں نہ ہو۔ کسی استاد یا مربی کو اِس کی بھی اجازت ہے کہ اگر اُس کے کسی زیرِ تربیت فرد کے پاس کوئی حرام شے ہو تو وہ اُسے چھین کر پھینک دے۔ اِس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کی کیا قدر و منزلت تھی۔ اُن کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان سونے کی انگوٹھی کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ قیمتی تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایسی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

داڑھی مونچھ کے بالوں اور ظاہری ہیئت سے متعلق ہدایات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ارشادات اور طرزِ عمل سے زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح ظاہری ہیئت اور شکل و صورت کے بارے میں بھی اُمّت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اِس سلسلہ کی چند احادیث درج ذیل ہیں:

✪ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم يَقُوْلُ: ((اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ: اَلْخِتَانُ وَ الْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاٰبَاطِ)) (رواہ البخاری)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرما رہے تھے کہ پانچ کام انسان کی فطرت سلیمہ کے تقاضے ہیں: ختنہ، زیر ناف بالوں کی صفائی، مونچھیں تراشنا، ناخن لینا اور بغل کے بال لینا۔"

تشریح: اِس حدیثِ مبارکہ میں بیان شدہ پانچ کاموں کو بعض دیگر احادیث میں انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت بتایا گیا ہے۔ چونکہ یہ کام انسانی فطرت کے تقاضے ہیں، اِس لیے ہونا بھی یہی چاہئے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اِن کاموں پر عمل کیا ہو اور اِن کی تلقین کی ہو۔ اِن تمام کاموں کا مقصد طہارت، صفائی اور پاکیزگی ہے جو بلاشبہ انسانی فطرت کا تقاضہ ہے۔

✪ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (رواہ مسلم)

PDF Compressor Free Version

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موچھیں ترشوانے، ناخن لینے اور بغل وزیرِ ناف بالوں کی صفائی کے سلسلہ میں ہمارے واسطے مدت مقرر کردی گئی ہے کہ ۴۰ دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔

✪ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ یُقَلِّمُ أَظْفَارَهٗ وَیَقُصُّ شَارِبَهٗ یَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ اَنْ یَّرُوْحَ اِلَى الصَّلَاةِ (رواه البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے روز نماز کے لیے نکلنے سے پہلے اپنے ناخن لیتے اور مونچھیں تراشتے تھے۔“

تشریح: اِن احادیث کی روشنی میں سنت یہی ہے کہ ہر ہفتہ جسمانی اصلاح وصفائی کا کام کیا جائے۔ البتہ آخری حد ۴۰ دن تک کی ہے۔ اگر اِس سے زیادہ تغافل برتا تو ایک درجہ کی نافرمانی ہوگی، اور علماء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے نماز بھی مکروہ ہوگی۔

✪ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحٰى)) (رواه البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”مونچھوں کو خوب باریک کرو اور داڑھیاں چھوڑو۔“

تشریح: داڑھی مرد کی زینت اور اُس کے وقار کی علامت ہے۔ یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسے بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ البتہ بڑی مونچھیں تکبر کی علامت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں باریک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اِس حدیثِ مبارکہ میں داڑھی چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اِس کا کوئی ذکر نہیں کہ داڑھی کس حد تک چھوڑی جائے۔ حدیث کے الفاظ سے شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید داڑھی کو قینچی لگانا منع ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ریش مبارک کو برابر وہموار کرنے کے لیے اُس کے عرض اور طول میں سے کچھ ترشوا دیتے تھے۔ اِس

حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بھی روایت میں ہے کہ وہ داڑھی کے ایک مشت سے زائد بالوں کو ترشوا دیتے تھے۔ بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل بھی یہی روایت کیا گیا ہے۔ اِن سب روایات کی روشنی میں اِس حدیث کا مدعا یہ ہوگا کہ داڑھی رکھی جائے، منڈائی نہ جائے اور نہ ہی زیادہ کم کرائی جائے۔ فقہا کے نزدیک داڑھی ایک مشت سے کم کرانا درست نہیں ہے۔ ایک مشت کی مقدار کی یہ تحدید کسی حدیث میں نہیں ہے۔ غالباً اِس کی بنیاد یہی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک مشت تک داڑھی رکھنا تو ثابت ہے، اِس سے کم کرانا ثابت نہیں۔ واللہ اعلم!

✪ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرَ الرَّأْسِ وَاللِّحْیَةِ فَاَشَارَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِیَدِهٖ اَنْ اُخْرُجْ كَاَنَّهٗ یَعْنِیْ اِصْلَاحَ شَعَرِ رَأْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ فَفَعَلَ الرَّجُلُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((اَلَیْسَ هٰذَا خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدُكُمْ ثَائِرُ الرَّأْسِ كَاَنَّهٗ شَیْطَانٌ))

(رواه مالک)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک آدمی مسجد میں آیا، اُس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اُس کو اشارہ فرمایا، جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ باہر جائے اور اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو ٹھیک کرلے، چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور پھر لوٹ کر آ گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کیا یہ (تمہارا سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کرکے آنا) اِس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی سر کے بال بکھیرے ہوئے ایسی (وحشیانہ) صورت میں آئے کہ گویا وہ شیطان ہے۔“

تشریح: یہ حدیثِ مبارکہ ایسے تصورات کی نفی کررہی جن کے مطابق اللہ والوں اور

PDF Compressor Free Version

آخرت کے طلب گاروں کو اپنی صورت وہیئت اور لباس کے حسن و قبح سے بے پرواہ ہوکر میلا کچیلا، پراگندہ حال اور پراگندہ بال رہنا چاہئے۔ اِسی طرح یہ تصور بھی غلط ہے کہ صورت ولباس کی اورصفائی، ستھرائی اور بناؤ سنگار دنیاداری ہے۔ اچھا اور صاف ستھرا لباس پہننا، شکل وصورت کی درستگی کے لیے سر اور داڑھی کے بالوں کو سنوارنا اور اعتدال کے ساتھ زیب وزینت اختیار کرنا جائز ہی نہیں بلکہ پسندیدہ ہے۔ البتہ اِس حوالے سے حد سے زیادہ اہتمام کرنا اور فضول وبے جا تکلفات اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح اِس شعبہ سے متعلق بھی رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کا حاصل یہی ہے کہ اِفراط وتفریط سے بچتے ہوئے اعتدال کی راہ اپنائی جائے۔

ستر اور پردے کے بارے میں ہدایات

انسان کی معاشرتی زندگی میں ستر اور پردے کے مسئلہ کی خاص اہمیت ہے۔ یہ اُن خصائص میں سے ہے جن میں انسان، حیوانات سے ممتاز ہے۔ خالقِ کائنات نے حیوانات میں حیا اور شرم کا وہ مادہ نہیں رکھا جو انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ حیوانات اپنے جسم کے کسی حصے کو اور اپنے کسی فعل کو چھپانے کی اُس طرح کوشش نہیں کرتے جس طرح انسان کرتا ہے۔ ایسا انسان اِس لیے کرتا ہے کہ اِس کے لیے وہ اپنی فطرت سے مجبور ہے۔ فطرت کے اِسی تقاضے کی وجہ سے تمام اقوام وملل اپنے عقائد و نظریات اور رسوم و عادات کے بہت سے اختلافات کے باوجود بنیادی طور پر اِس پر متفق ہیں کہ آدمی کو حیوانات کی طرح ننگ دھڑنگ نہیں رہنا چاہئے۔ تمام انسانی گروہ اِس پر بھی متفق ہیں کہ ستر اور پردے کے معاملہ میں عورت مرد کے مقابلہ میں زیادہ حساس ہوتی ہے۔ اُس کی جسمانی ساخت ایسی ہے کہ اُس میں جنسی کشش مرد کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اِسی لیے خالقِ مرد وزن نے عورت میں حیا کا جذبہ مرد سے زیادہ رکھا ہے۔

ستر وحجاب کے حوالے سے اصولی اور بنیادی احکام قرآنِ مجید میں بیان کیے گئے

ہیں۔ سورۂ اعراف میں ارشاد ہوا کہ ہم نے انسان کو ایسا لباس عطا کیا ہے جو نہ صرف ستر پوشی کرنے والا بلکہ باعثِ زیب وزینت بھی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ لباس میں تقویٰ یعنی اللہ کی فرمانبرداری کا اہتمام کرے۔ شیطان کے حملوں سے ہوشیار رہے۔ وہ انسان کو اُسی طرح بے پردہ کرنے کی کوشش کرے گا جیسے اُس نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا سلامُ علیہا کو ورغلایا تھا۔ سورۂ احزاب میں عورتوں کو باور کرایا گیا کہ وہ وقار کے ساتھ گھر میں رہیں۔ باہر نکل کر اپنے حسن کی نمائش نہ کریں۔ اگر ضرورت کے تحت گھر سے نکلیں تو پورے پردے والا لباس پہن اوڑھ کر نکلیں۔ اگر نامحرموں سے گفتگو کرنی ہی پڑ جائے تو حجاب کی اوٹ سے کریں اور انداز میں نرمی یا لوچ اختیار نہ کریں۔ سورۂ نور میں ہدایت دی گئی کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔ گھر میں مرد اور خواتین ستر کے احکامات کی پابندی کریں اور نظروں کی حفاظت کریں۔ خواتین سینے کے ابھار چھپانے کا اہتمام کریں۔ نامحرم مردوں سے پردہ کریں اور اُن کے سامنے کسی قسم کی زیب وزینت ظاہر نہ کریں۔

فطرت اگر مسخ نہ ہوئی ہو تو ان شاء اللہ عقلِ سلیم کی روشنی میں غور وفکر ثابت کردے گا کہ مذکورہ بالا احکامات انسان کے جذبۂ حیا کے فطری تقاضوں کی تکمیل کرتے ہیں اور اُسے ایسے شیطانی وشہوانی فتنوں سے محفوظ رکھتے ہیں جو زندگی کو پراگندہ اور اخلاق کو برباد کرتے ہیں۔ یہ وہ فتنے ہیں جو بعض اوقات بڑے شرم ناک اور گھناؤنے نتائج کا باعث بن جاتے ہیں۔

دینِ اسلام کی اصولی تعلیمات تو قرآنِ حکیم میں بیان ہوتی ہیں لیکن اُن کی تفصیل اور وضاحت نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ اِسی طرح ستر و حجاب کے معاملہ میں بھی آپ ﷺ نے تفصیلی ہدایات دیں ہیں جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

PDF Compressor Free Version

عورت کا ستر

✪ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہا دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ، فَاَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَقَالَ: ((یَا اَسْمَاءُ! اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَمْ تَصْلُحْ اَنْ یُرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَ کَفَّیْهِ))

(رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (میری بہن) اسما بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ: اے اسماء! عورت جب بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اُس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے چہرے اور ہاتھوں کے۔

تشریح: ستر جسم کا وہ حصہ ہے جس کا معمول کے حالات میں دوسروں سے چھپانا فرض ہے ماسوائے زوجین یعنی خاوند اور بیوی کے۔ عورت کا ستر ہاتھ پاؤں اور چہرے کی ٹکیہ کے علاوہ پورا جسم ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے چہرے اور ہاتھ کے۔ البتہ عورت کے لیے عورت کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ ایک عورت کے لیے ستر کا پردہ اُن افراد سے ہے جن کو شریعت نے "محرم" قرار دیا ہے۔ اِس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ خواتین کے لیے ایسا باریک کپڑا پہننا جائز نہیں جس سے جسم نظر آئے۔ وہ پورے جسم کو دبیز کپڑے سے چھپائیں گی سوائے چہرے اور ہاتھوں کے۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ اِس حدیث میں ایک خاتون کے لیے ستر کا حکم بیان ہوا ہے اور یہ گھر کے اندر کے لیے ہے۔ حجاب (پردہ) کا حکم اِس سے الگ ہے اور وہ گھر سے باہر کے لیے ہے۔ وہ حکم یہ ہے کہ خواتین بلا حقیقی ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اگر ضرورت اور کام سے باہر نکلیں تو چہرے اور ہاتھوں کو بھی چھپائیں۔

ستر اور حجاب شریعت کے دو علیحدہ حکم ہیں اور اِن کی حدود الگ الگ ہیں۔ اِس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض حضرات کو اِشتباہ ہو جاتا ہے اور وہ چہرے کے پردے کی نفی کر بیٹھتے ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے آپ کے سامنے آنے کے جس واقعہ کا اِس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے وہ حجاب (پردہ) کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے، کیونکہ اِس حکم کے نازل ہونے کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اِس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نہیں آ سکتی تھیں۔ واللہ اعلم!

مرد کا ستر

✪ عَنْ جَرْهَدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِنْدَنَا وَفَخِذِیْ مُنْکَشِفَةٌ فَقَالَ: ((اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ))

(رواہ ابوداؤد)

حضرت جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ میری ران کپڑا ہٹنے سے ظاہر ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران (بھی) ستر میں شامل ہے (یعنی اس کا کھولنا جائز نہیں)۔

تشریح: مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس ارشاد سے معلوم ہوا کہ انسانی جسم میں صرف شرم گاہ اور اُس کے قریبی حصے ہی نہیں بلکہ ران بھی ستر میں شامل ہے۔ یہاں ران کو عَوْرَةٌ فرمایا گیا ہے جس کے معنی ہیں چھپانے کی چیز۔ گویا ران جسم کا چھپانے والا حصہ ہے اور اِس کا کھلنا شرم و حیا کے خلاف ہے۔

تنہائی میں بھی ستر کا چھپانا ضروری ہے

✪ عَنْ بَهْزِبْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُكَ)) فَقَالَ: اَلرَّجُلُ یَکُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: ((اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا

يَرَاهَا اَحَدٌ فَافْعَلْ)) قُلْتُ: وَالرَّجُلُ يَكُونُ خَالِيًا، قَالَ: ((فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُسْتَحْيٰى مِنْهُ)):

(رواہ الترمذی)

بہز بن حکیم نے اپنے والد حکیم سے اور اُنہوں نے بہز کے دادا (یعنی اپنے والد) معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی شرم گاہ محفوظ رکھو (کسی کے سامنے نہ کھولو) سوائے اپنی بیوی اور (شرعی) باندی کے۔ معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اگر ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ہو تو کیا ستر کھول سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے لیے ممکن ہو کہ وہ تمہارے ستر کو نہ دیکھے تو ستر کی حفاظت کرو۔ معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دریافت کیا کہ جب آدمی بالکل تنہائی میں ہو تو کیا ستر کھول سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ حق ہے کہ اُس سے شرم کی جائے۔

✪ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((اِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّي فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَّا يُفَارِقُكُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَ حِيْنَ يُفْضِي الرَّجُلُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَحْيُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ))

(رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگو! (تنہائی کی حالت میں بھی) برہنگی سے پرہیز کرو (یعنی بے ضرورت تنہائی میں بھی ستر نہ کھولو) کیونکہ تمہارے ساتھ فرشتے برابر رہتے ہیں، کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتے، سوائے قضائے حاجت اور میاں بیوی کے صحبت کے وقت کے، لہٰذا اُن سے حیا کرو اور اُن کا احترام کرو۔

تشریح: یہ ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد دہانی کرا رہے ہیں کہ انسان کے پاس کوئی شخص نہ

PDF Compressor Free Version

ہو تب بھی وہ تنہا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اور کراماً کاتبین ہر وقت اُس کے ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ فرشتے صرف اُن اوقات میں اُس سے الگ ہوتے ہیں جب وہ اپنی فطری ضرورت سے بے پردہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اُسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کی موجودگی کا پاس کرے اور بلاضرورت برہنہ نہ ہو۔

عورتیں گھروں تک محدود رہیں

✪ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَأَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا)) (رواہ ابن خزیمہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عورت گویا ستر ہے (یعنی جس طرح ستر کو چھپا رہنا چاہیے اسی طرح عورت کو گھر میں پردے میں رہنا چاہئے)۔ پس جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اُس کو تاکتا اور اپنی نظروں کا نشانہ بناتا ہے۔ اور وہ اپنے رب کی رحمت کے زیادہ قریب اُس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی حصّہ میں ہوتی ہے۔

تشریح: عربی زبان میں "عورت" اُس چیز یا جسم کے اُس حصہ کو کہتے ہیں جسے چھپانا ضروری اور ظاہر کرنا معیوب سمجھا جائے۔ اِس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق "اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ" یعنی ایک خاتون کو پردے میں رہنا چاہیے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان تاک جھانک کرتا ہے۔ لہٰذا خواتین کو حتی الوسع باہر نکلنا ہی نہیں چاہیے تاکہ شیطان اور اُس کے چیلے چانٹوں کو شیطنت اور شرارت کا موقع ہی نہ ملے۔ سورۂ احزاب آیت ۳۳ میں ارشاد ہوا "اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہو اور دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو"۔ اگرچہ خواتین کا دائرۂ عمل اُن کا گھر ہے، تاہم کسی اشد ضرورت کے تحت وہ گھر سے باہر جاسکتی ہیں۔ ایسی صورت میں وہ اِس طرح باپردہ نکلیں کہ زینت و آرائش کا

PDF Compressor Free Version

اظہار نہ ہو۔

بدنظری موجبِ لعنت ہے

✪ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْهِ))

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "خدا کی لعنت ہے دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کو دیکھا جائے۔"

دوسروں کے ستر کومت دیکھو

✪ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلَی فَخِذِ حَیٍّ وَلَا مَیِّتٍ)) (رواہ ابن ماجہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت فرمائی کہ: "اپنی ران نہ کھولو اور کسی زندہ یا مردہ آدمی کی ران کی طرف نظر نہ کرو۔"

✪ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا یُفْضِی الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَلَا تُفْضِی الْمَرْأَةُ اِلَی الْمَرْأَةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ)) (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مرد دوسرے مرد کے ستر کی طرف اور عورت دوسری عورت کے ستر کی طرف نظر نہ کرے اور نہ ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی چادر میں بے حجاب ہو اور نہ ہی ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی

چادر میں بے حجاب ہو۔

تشریح: یہ احادیثِ مبارکہ آگاہ کر رہی ہیں کہ نظروں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ کسی نامحرم کو جان بوجھ کر نہ دیکھا جائے اور نہ ہی اپنے یا کسی اور کے ستر میں شامل اعضائے جسمانی کو دیکھا جائے۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائے گا یعنی اُس پر اللہ کی طرف سے لعنت ہوگی۔ اِسی طرح جنسی بے راہ روی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ دو مرد یا دو عورتیں ایک ہی چادر اوڑھ کر ساتھ نہ لیٹیں۔ گویا اسلام نے ہمیں ایسی ہدایات عطا فرمائیں ہیں جن سے اُن تمام راستوں کو بند کر دیا ہے جو جنسی جرائم کی طرف لے جاتے ہیں۔

✪ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ اَسْتَأْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اِسْتَأْذِنْ عَلَیْهَا)) فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اِسْتَأْذِنْ عَلَیْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْیَانَةً؟)) قَالَ لَا قَالَ: ((فَاسْتَأْذِنْ عَلَیْهَا))

(رواہ مالک مرسلاً)

حضرت عطاء بن یسار تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے کے لیے بھی پہلے اجازت طلب کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہاں! ماں کے پاس جانے کے لیے بھی اجازت لو! اُس شخص نے عرض کیا کہ: میں ماں کے ساتھ ہی گھر میں رہتا ہوں (مطلب یہ کہ میرا گھر کہیں الگ نہیں ہے، ہم ماں بیٹے ایک ہی گھر میں ساتھ رہتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں بھی میرے لیے ضروری ہے کہ اجازت لے کر گھر میں جاؤں؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں اجازت لے کر ہی جاؤ۔ اُس شخص نے عرض کیا کہ: میں ہی اُس

PDF Compressor Free Version

کا خادم ہوں (اُس کے سارے کام کاج میں ہی کرتا ہوں اِس لیے بار بار جانا ہوتا ہے ایسی صورت میں تو ہر دفعہ اجازت لینا ضروری نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: نہیں اجازت لے کر ہی جاؤ، کیا تم یہ پسند کرو گے کہ اُسے برہنہ دیکھو! اُس شخص نے عرض کیا کہ: یہ تو ہرگز پسند نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو پھر اجازت لے کر ہی جاؤ۔

تشریح: بغیر اجازت اور اچانک ماں کے گھر میں جانے کی صورت میں اِس کا بھی امکان ہے اُس نے کسی ضرورت سے کپڑے اتارے ہوئے ہوں اور بیٹے کی اُسی حالت میں اُس پر نظر پڑ جائے۔ اِس لیے ماں کے پاس بھی اجازت لے کر ہی جانا چاہیے۔

نامحرم پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو پھیر لو

✪ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفُجَأَةِ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِيْ (رواہ مسلم)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا (یعنی یہ کہ اگر اچانک کسی نامحرم عورت پر یا کسی کے ستر پر نظر پڑ جائے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟) تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ادھر سے اپنی نگاہ پھیر لوں۔

✪ عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ))

(رواہ ابوداؤد)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ فرمایا: ”اے علی! (اگر کسی نامحرم پر تمہاری نظر پڑ جائے) تو

دوبارہ نظر نہ کرو، تمہارے لیے پہلی نظر (جو بلا ارادہ اور اچانک پڑ گئی وہ) تو جائز ہے (یعنی اِس پر مواخذہ اور گناہ نہ ہوگا) اور دوسری جائز نہیں۔“

✪ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ اِلٰى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللهُ لَهٗ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا)) (رواہ احمد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس مردِ مؤمن کی کسی عورت کے حسن و جمال پر پہلی دفعہ نظر پڑ جائے پھر وہ اپنی نگاہ نیچی کر لے اور (اُس کی طرف نہ دیکھے) تو اللہ تعالیٰ اُسے ایسی عبادت نصیب فرمائے گا جس کی وہ لذت و حلاوت محسوس کرے گا۔

تشریح: نظر کی حفاظت کا اصل اجر تو آخرت میں عطا ہوگا لیکن ایک ناجائز نفسانی لذت کی قربانی کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو حلاوتِ عبادت کی نہایت اعلیٰ روحانی لذت اِسی دنیا میں عطا فرما دیتا ہے۔

بری خواہش کا علاج

✪ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ فَاِذَا اَبْصَرَ اَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ اَهْلَهٗ فَاِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِيْ نَفْسِهٖ)) (رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایسا ہوتا ہے کہ کوئی عورت شیطان کی طرح آتی اور جاتی ہے (یعنی اُس کا ڈھنگ اور اُس کی چال آدمی کے لیے شیطانی فتنہ کا سامان بن سکتی ہے) تو اگر تم میں سے کوئی ایسی عورت کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس آئے (اور اپنی نفسانی خواہش پوری کر لے) بے شک اِس سے نفس میں

PDF Compressor Free Version

پیدا ہونے والی بری خواہش جاتی رہے گی۔

تشریح: انسان کی یہ کمزوری ہے کہ کوئی کھانے پینے کی مرغوب چیز دیکھے یا اُس کی خوشبو ہی محسوس ہو تو اُس کے لیے خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ گرمی اور تپش کی حالت میں ٹھنڈی، سایہ دار اور خوش منظر جگہ کو دیکھ کر وہاں قیام کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے۔ اِسی طرح کسی غیر عورت پر اچانک نگاہ پڑ جانے سے بعض اوقات نفس میں شہوانی تقاضا پیدا ہو جاتا ہے۔ اِس سے انسان ایک قسم کی بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں نفس کی شرارت اور شیطان کا حملہ بُرے نتیجہ تک نہ پہنچا دے۔ اِس حدیث میں نفس و روح کے مُعالجِ اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نفس میں پیدا ہونے والے شہوانی تقاضے کا علاج بتایا ہے۔

نامحرم عورتوں سے تنہائی میں ملنے کی ممانعت

✪ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) (رواہ الترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: "ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ کوئی (نامحرم) آدمی کسی عورت سے تنہائی میں ملے اور وہاں تیسرا شیطان موجود نہ ہو۔

تشریح: معاشرے کو فواحش اور گندے اعمال و اخلاق سے محفوظ رکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو ہدایات عطا فرمائی ہیں اُن میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص کسی نامحرم عورت سے تنہائی میں نہ ملے۔ ایسی صورت میں اُس شیطان کو اپنا کھیل کھیلنے کا موقع مل جاتا ہے جو ہر وقت ساتھ رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نامحرم شخص تنہائی میں کسی عورت سے ملے گا تو شیطان اُن کو معصیت[1] میں مبتلا کرنے کی ضرور کوشش کرے گا۔ اُس لعین دشمنِ ایمان کو اِس کا موقع ہی نہ دیا جائے۔

✪ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((اِيَّاكُمْ

(۱) گناہ

وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: ((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ))

(رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: "تم (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو (اور اس معاملہ میں بہت احتیاط کرو)۔" ایک شخص نے دریافت کیا کہ: شوہر کے قریبی رشتہ داروں (دیور وغیرہ) کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟ (کیا اُن کے لیے بھی یہی حکم ہے......؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تو بالکل موت اور ہلاکت ہے۔

تشریح: ایک خاتون کے لیے اُس کے شوہر کا والد اور شوہر کا بیٹا تو محرم ہے لیکن شوہر کا بھائی نہیں۔ پردے کے احکامات کی ایک حکمت یہ ہے کہ اُن محرکات پر پابندیاں لگائی جائیں جن سے زنا کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اِس حوالے سے ایک خاتون کو سب سے زیادہ خطرہ اُن نامحرم رشتہ دار مردوں سے ہوسکتا ہے جو گھر میں موجود ہوں یا جن کا گھر میں آنا جانا آسان ہو۔ اِس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیور یا جیٹھ کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو بھابھی کے لیے موت ہیں۔ لہٰذا اُن کا بھی آزادانہ طور پر گھر میں آنا اور خلوت و جلوت میں بے تکلف اور بے پردہ ملنا اور باتیں کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس ارشاد کے مطابق انتہائی خطرناک اور عفت و دیانت کے لیے گویا زہرِ قاتل ہے۔

✪ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ: ((لَا تَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ)) قُلْنَا وَمِنْكَ؟ قَالَ((وَمِنِّيْ وَلٰكِنَّ اللهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمُ))

(رواہ الترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

PDF Compressor Free Version

"(خاص کر) اُن خواتین کے گھروں میں نہ جایا کرو جن کے شوہر کہیں باہر (سفر وغیرہ پر) گئے ہوئے ہوں، کیونکہ شیطان (یعنی اُس کے اثرات و وساوس) سب میں اِس طرح (غیر مرئی طور پر) جاری ساری رہتے ہیں جس طرح رگوں میں خون رواں دواں رہتا ہے۔" ہم نے عرض کیا: اور کیا آپ میں بھی......؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "اور مجھ میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری (اس معاملہ میں) خاص مدد فرمائی ہے اس لیے میں محفوظ رہتا ہوں......!"

تشریح: کسی بھی نامحرم خاتون سے مرد کا ملاپ فتنہ بن سکتا ہے۔ پھر ایسی شادی شدہ عورتیں جن کے شوہر اپنے گھروں سے دور ہوں، اُن سے نامحرم مردوں کے ملنے میں فتنہ کا خطرہ اور زیادہ ہے۔ اِسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس بارے میں خصوصی احتیاط کرنے کی تلقین فرمائی۔ اِس حدیثِ مبارکہ میں مزید ارشاد ہوا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے اور اُس کے پیدا کردہ وساوس و اثرات انسان میں اس طرح گردش کرتے ہیں جس طرح رگوں میں خون گردش کرتا ہے۔ پھر کسی کے دریافت کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تو میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں میری خاص مدد فرمائی ہے جس کی وجہ سے میں اُس کے وساوس اور اثرات سے محفوظ رہتا ہوں۔ مجھ پر اُس کا داؤ نہیں چلتا اور وہ مجھے کسی غلطی یا فتنہ میں مبتلا نہیں کر سکتا۔ یہ دراصل عفت و عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا معاملہ ہے جس کے تحت اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی خصوصی حفاظت فرماتا ہے۔

معاملات

کسبِ حلال کے لیے کوشش فرائض میں سے ہے

✪ عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ)) (رواہ بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "حلال حاصل کرنے کی فکر اور کوشش فرض کے بعد فریضہ ہے۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اپر ایمان لانا، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کا اہتمام کرنا اسلام کے اوّلین اور بنیادی ارکان و فرائض ہیں۔ اکثر شارحین کے نزدیک اِس حدیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ درجہ اور مرتبہ میں بنیادی ارکان و فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنے کی فکر اور کوشش بھی ایک اسلامی فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے کسی فریضہ کا ادا کرنا اُس کی بندگی اور عبادت ہے۔ پس کسبِ حلال کی فکر و کوشش اور اُس میں مشغول ہونا عین دین و عبادت اور موجب اجر و ثواب ہے۔ بنیادی فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کسبِ حلال کی طلب کرنے والے ہر تاجر، مزدور، کاشتکار اور دستکار کے لیے یہ کتنی بڑی بشارت ہے۔ اِس کے برعکس جو بندہ کسبِ حلال سے غفلت برتے گا تو خطرہ ہے کہ حرام روزی سے پیٹ بھرے گا اور آخرت میں اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جیسا کہ آئندہ آنے والی احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس بربادی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

تجارت میں سچائی اور دیانت داری کا انعام

✪ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: (اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ